بسم الله الرحمن الرحيم

ریاستِ خلافت کا مسودۂ دستور

(حزب التحریر کی کتاب نِظامُ الاسلام سے ماخوذ)

یہ آنے والی خلافت کے آئین کا مسودہ ہے جسے ہم مسلمانوں کے سامنے پیش کررہے ہیں، جبکہ وہ ریاستِ خلافت کے قیام کے لیے جدوجہد کررہے ہیں، یعنی اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی نازل کردہ وحی کی بنیاد پر حکمرانی کو بحال کرنے کی جدوجہد کررہے ہیں۔ تاکہ مسلمان اسلامی ریاست کی حقیقت، اس کے نظاموں اور اس ریاست کی شکل و ہئیت کا تصور کر سکیں، اور اسلام کے ان احکامات اور نظاموں سے آگاہی حاصل کریں جنہیں یہ ریاست نافذ کرے گی۔

یہ آئین ایک اسلامی آئین ہے جو اسلامی عقیدے سے پُھوٹا ہے اور جسے اسلامی احکامات سے، مضبوط ترین دلائل کی بنیاد پر، اخذ کیا گیا ہے۔

اس دستور کو اخذ کرنے کے لیے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی کتاب اور رسول اللہ ﷺ کی سنت پر انحصار کیا گیا ہے، اور جس کی طرف یہ دونوں رہنمائی کرتے ہیں یعنی صحابہؓ کا اجماع اور قیاس۔

یہ ایک اسلامی آئین ہے، اس کے علاوہ کچھ نہیں۔ اس میں کوئی چیز غیر اسلامی نہیں ہے۔ یہ آئین کسی مخصوص علاقے یا مخصوص ملک کے لیے نہیں ہے، یہ تمام عالمِ

اسلام کے لیے ریاستِ خلافت کا آئین ہے، بلکہ یہ تمام تر انسانیت کے لیے ہے، اس لحاظ سے کہ ریاستِ خلافت اسلام کے پیغامِ ہدایت اور روشنی کو پوری دنیا تک لے کر جائے گی، وہ ان کے امور کی دیکھ بھال کرے گی، علاقوں کو اپنے اندر ضم کرے گی اور ان کے اوپر اسلام کے احکامات کو نافذ کرے گی۔

حزب التحریر اس مسودہ دستورکو مسلمانوں کے سامنے پیش کرتی ہے اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے درخواست کرتی ہے کہ وہ ذاتِ باری اس امت کو عزت بخشے، اور خلافتِ راشدہ کے قیام اور وحی کی بنیاد پر حکمرانی کی بحالی کے کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچائے کے لیے مومنین کی کوششوں کو منزل مقصود تک پہنچائے، تا کہ یہ مسودۂ دستور ریاستِ خلافت کا دستور بن جائے۔ **وَمَا ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ بِعَزِيزٍ** " اور یہ اللہ پر کچھ دشوار نہیں" (ابراہیم،20:14)۔

عمومی احکامات 4
نظامِ حکومت 6
خلیفہ 9
معاونِ تفویض 17
معاونِ تنفیذ 19
والی (گورنرز) 20
شعبہ خارجہ 25
شعبہ صنعت 25
عدلیہ 26
انتظامی ڈھانچہ 31
بیت المال 32
میڈیا 32
مجلسِ امت 33
اقتصادی نظام 38
تعلیمی پالیسی 49
خارجہ سیاست 52

عمومی احکامات

دفعہ نمبر1: اسلامی عقیدہ ہی ریاست کی بنیاد ہے، یعنی ریاست کی ساخت، اس کے ڈھانچے، اس کا محاسبہ یا کوئی بھی ایسی چیز جو ریاست سے متعلق ہو، وہ اسلامی عقیدے ہی کی بنیاد پر استوار ہو گی۔ دستور اور شرعی قوانین کی بنیاد بھی یہی عقیدہ ہے۔ دستور اور قوانین سے متعلق صرف اس چیز کو قبول کیا جائے گا، جو اسلامی عقیدے سے اخذ کردہ ہو۔

دفعہ نمبر2: دارالاسلام وہ ملک ہے جہاں اسلامی احکامات نافذ ہوں اور اس کا امن و تحفظ اسلامی قوت کے بل بوتے پر ہو۔ دارالکفر وہ ہے جہاں کفریہ نظام نافذ ہو یا اس کا امن و تحفظ اسلام کے علاوہ کسی اور قوت کے مرہونِ منت ہو۔

دفعہ نمبر3: خلیفہ متعین شرعی احکامات کی تبنی کرے گا جو دستور اور قوانین ہونگے۔ خلیفہ جب کسی حکمِ شرعی کی تبنی کرے تو صرف یہی حکم وہ حکمِ شرعی ہو گا جس پر عمل کرنا عوام پر فرض ہو گا۔ یہ اس وقت سے ہی نافذ العمل قانون بن جائے گا جس پر عمل درآمد عوام میں سے ہر فرد پر ظاہراً اور باطناً فرض ہو گا۔

دفعہ نمبر4: خلیفہ عبادات میں سے زکوٰۃ و جہاد کے سوا کسی متعین حکمِ شرعی کی تبنی نہیں کرے گا۔ نہ وہ اسلامی عقیدہ سے متعلقہ افکار میں سے کسی فکر کی تبنی کرے گا۔

دفعہ نمبر5: وہ تمام افراد، جو اسلامی ریاست کی شہریت کے حامل ہوں، انہیں تمام شرعی حقوق حاصل ہونگے اور انہیں اپنے شرعی فرائض پورا کرنے ہوں گے۔

دفعہ نمبر6: ریاست کے لیے بالکل جائز نہیں کہ وہ اپنے شہریوں کے مابین حکومتی معاملات، عدالتی فیصلوں، لوگوں کے امور کی دیکھ بھال اور دیگر مسائل میں کسی قسم کا امتیازی سلوک برتے۔ بلکہ ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے تمام افراد کو رنگ، نسل اور دین سے قطع نظر ایک ہی نظر سے دیکھے۔

دفعہ نمبر7: ریاست ان تمام افراد پر، جو اسلامی ریاست کے شہری ہوں، خواہ وہ مسلم ہوں یا غیر مسلم، حسبِ ذیل طریقے سے اسلامی شریعت نافذ کرے گی:

(ا) مسلمانوں پر بغیر کسی استثناء کے تمام اسلامی احکامات نافذ کرے گی۔

(ب) غیر مسلم جو بھی اعتقاد رکھیں اور جس طرح چاہیں عبادت کریں، ان سے اُس کے متعلق بازپرس نہیں کی جائے گی۔

(ج) ریاست مرتدین پر مرتد سے متعلق اسلامی احکامات لاگو کرے گی، بشرطیکہ وہ خود مرتد ہوئے ہوں۔ لیکن اگر وہ مرتدین کی اولاد ہوں اور پیدائشی غیر مسلم ہوں تو ان کے ساتھ غیر مسلموں کا سا معاملہ کیا جائے گا۔ یعنی صورت حال کے مطابق کہ وہ مشرک ہیں یا اہل کتاب۔

(د) غیر مسلموں کے ساتھ کھانے پینے اور لباس کے معاملات میں شرعی احکامات کی حدود میں رہتے ہوئے ان کے دین کے مطابق معاملہ کیا جائے گا۔

(ہ) غیر مسلموں کے درمیان شادی و طلاق کے معاملات ان کے ادیان کے مطابق نمٹائے جائیں گے اور مسلمانوں کے ساتھ غیر مسلموں کے یہ معاملات اسلامی احکامات کے مطابق طے کیے جائیں گے۔

(و) باقی تمام شرعی احکامات اور شرعی امور مثلاً معاملات، عقوبات، بینات (گواہوں)، نظامِ حکومت اور اقتصادیات وغیرہ کو تمام رعایا پر، خواہ وہ مسلم ہوں یا غیر مسلم، ریاست برابری کی بنیاد پر نافذ کرے گی۔ اسی طرح معاہدین (اہلِ معاہدہ)، مستامنین (اسلامی ریاست کی امان میں آنے والے) اور ہر اس شخص پر جو اسلامی ریاست کے زیر سایہ رہتا ہے، ریاست ان احکامات کو نافذ کرے گی، ماسوائے سفیر، ایلچی اور اسی نوعیت کے دیگر لوگ جنہیں سفارتی امان حاصل ہو گی۔

دفعہ نمبر8: عربی زبان ہی چونکہ اسلام کی زبان ہے، اس لیے ریاست صرف عربی زبان استعمال کرے گی۔

دفعہ نمبر9: اجتہاد فرضِ کفایہ ہے، ہر مسلمان کو اجتہاد کا حق حاصل ہے، بشرطیکہ اس کے اندر اجتہاد کے لیے درکار شرائط پائی جاتی ہوں۔

دفعہ نمبر10: اسلام کے بارے میں تمام مسلمان جوابدہ ہیں، اس لیے اسلام میں رجالِ دین کا طبقہ نہیں ہوتا۔ چنانچہ ریاست کا فرض ہے کہ جب وہ مسلمانوں کے اندر اس قسم کے رجحانات محسوس کرے تو انہیں روک دے۔

دفعہ نمبر11: ریاست کا اصل کام اسلامی دعوت کا علمبردار بننا ہے۔

دفعہ نمبر12: کتاب اللہ، سنتِ رسول ا، اجماعِ صحابہؓ اور قیاس ہی شرعی احکامات کے لیے معتبر ادلّہ ہیں۔

دفعہ نمبر13: (عدالتی معاملات میں) اصل بری الذمہ ہونا ہے۔ عدالتی حکم کے بغیر کسی (شخص) کو سزا نہیں دی جائے گی۔ کسی پر تشدد کرنا بالکل جائز نہیں اور جو اس کا مرتکب ہو گا، اسے سزا دی جائے گی۔

دفعہ نمبر14: افعال کی اصل شرعی احکامات پر عمل کرنا ہے، لہٰذا شرعی حکم معلوم کیے بغیر کوئی کام نہیں کیا جائے گا۔ اسی طرح اشیاء میں اصل اباحت (جائز ہونا) ہے، یہاں تک کہ کسی چیز کے حرام ہونے کی کوئی دلیل موجود نہ ہو۔

دفعہ نمبر15: حرام کا وسیلہ (ذریعہ) بھی حرام ہے جب غالب گمان ہو کہ یہ ذریعہ حرام تک لے جائے گا۔ اگر صرف خدشہ ہو کہ یہ ذریعہ حرام تک لے جائے گا تو وہ امر حرام نہیں ہو گا۔

نظامِ حکومت

دفعہ نمبر16: حکومت کا نظام وحدت کا ہو گا اور یہ اتحادی نوعیت کا نہیں ہو گا۔

دفعہ نمبر17: حکومت مرکزی ہو گی اور انتظامی امور لامرکزیت کی بنیاد پر ہونگے۔

دفعہ نمبر18: حکام چار ہیں: خلیفہ، معاونِ تفویض، والی اور عامل۔ ان کے علاوہ باقی سب ملازم ہیں، حکام نہیں۔

دفعہ نمبر19: حکومت یا حکومت سے متعلقہ امور (جنہیں حکومت میں شمار کیا جاتا ہو) چلانے والا شخص صرف آزاد، بالغ، عاقل، عادل، مرد، اور مسلمان ہی ہو سکتا ہے، اور یہ کہ وہ اس کام کو کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔

دفعہ نمبر20: حکام کا محاسبہ مسلمانوں کا حق بھی ہے اور یہ مسلمانوں پر فرضِ کفایہ بھی ہے۔ رعایا کے غیر مسلم افراد کو حکمران کے ظلم یا اسلامی احکامات کو غلط انداز سے نافذ کرنے کی شکایت کے اظہار کا حق حاصل ہے۔

دفعہ نمبر21: حکام کے محاسبہ یاامت کے ذریعے حکومت تک پہنچنے کے لیے مسلمانوں کو سیاسی پارٹیاں بنانے کی اجازت ہے، بشرطیکہ یہ پارٹیاں اسلامی عقیدہ کی بنیاد پر ہوں اور جن احکامات کی ان پارٹیوں نے تبنی کی ہو، وہ شرعی احکامات ہوں۔ پارٹی بنانے کے لیے کسی سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ غیر اسلامی بنیاد پر ہر قسم کی پارٹی سازی ممنوع ہوگی۔

دفعہ نمبر22: حکمرانی کے یہ چار بنیادی اصول ہیں:

(1) اقتدارِ اعلیٰ شریعت کو حاصل ہوگا، نہ کہ عوام کو۔

(2) اتھارٹی (اختیار) امت کو حاصل ہوگی۔

(3) ریاست کے لیے ایک ہی سربراہ (خلیفہ) کا تقرر مسلمانوں پر فرض ہے۔

(4) صرف ریاست کا سربراہ (خلیفہ) ہی شرعی احکامات کی تبنی کرے گا اور وہی دستور اور تمام قوانین مرتب کرے گا۔

دفعہ نمبر23: ریاست تیرہ ڈھانچوں پر مشتمل ہوگی:

(1) خلیفہ

(2) معاونین (وزراء تفویض)

(3) وزراء تنفیذ

(4) والی

(5) امیرِ جہاد

(6)اندرونی سلامتی

(7)خارجی امور

(8)صنعت

(9)عدلیہ

(10)مفادِ عامہ کی دیکھ بھال کا انتظامی ڈھانچہ

(11)بیت المال

(12)میڈیا

(13) مجلسِ امت (شوریٰ اور محاسبہ)

خلیفہ

دفعہ نمبر24: خلیفہ ہی اختیار اور شریعت کے نفاذ میں امت کا نمائندہ ہوتا ہے۔

دفعہ نمبر25: خلافت باہمی رضامندی و اختیار کا عقد ہے۔ لہٰذا کسی کو خلافت قبول کرنے یا خلیفہ کے انتخاب پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔

دفعہ نمبر26: ہر عاقل و بالغ مسلمان کو، خواہ وہ مرد ہو یا عورت، خلیفہ کے انتخاب میں حصہ لینے اور خلیفہ کی بیعت کرنے کا حق حاصل ہے، لیکن غیر مسلموں کو خلیفہ کے انتخاب یا خلیفہ کی بیعت کا کوئی حق حاصل نہیں۔

دفعہ نمبر27: جن لوگوں کی بیعت سے خلافت کا انعقاد ہوتا ہے اگر وہ لوگ بطورِ خلیفہ کسی ایک شخص کی بیعت کر لیں تو باقی لوگوں کی طرف سے دی جانے والی بیعت، بیعتِ اطاعت ہو گی اور یہ بیعتِ انعقاد نہیں ہو گی۔ چنانچہ جس شخص کے اندر سرکشی کے امکانات نظر آئیں اور وہ مسلمانوں کی وحدت کو توڑنے کی کوشش کرے، تو اسے بیعت پر مجبور کیا جائے گا۔

دفعہ نمبر28: صرف وہی شخص خلیفہ ہو سکتا ہے جسے مسلمان منتخب کریں۔ کسی بھی شخص کو خلیفہ کے اختیارات اس وقت حاصل ہوں گے جب دوسرے شرعی عقود کی طرح اس کی بیعت کا عقد شرعی طور پر مکمل ہو جائے۔

دفعہ نمبر29: وہ ملک یا خطہ، جو خلیفہ کے ہاتھ پر بیعتِ انعقاد کرے، کے لیے شرط ہے کہ اس ملک کا اقتدار اس کا اپنا ہو، جس کا انحصار صرف مسلمانوں پر ہو اور کسی کافر ریاست کا اس اقتدار میں کوئی عمل دخل نہ ہو اور اس ملک کی داخلی و خارجی امان اور مسلمانوں کی امن و سلامتی اسلام کی وجہ سے ہو نہ کہ کفار کے بل بوتے پر۔ جو علاقے صرف خلیفہ کی اطاعت کی بیعت کریں ان کے لیے یہ شرط لازم نہیں۔

دفعہ نمبر30: خلیفہ کے طور پر جس شخص کی بیعت کی جا رہی ہو اس کے اندر انعقادِ خلافت کی تمام شرائط کا موجود ہونا لازم ہے۔ اگرچہ اس کے اندر شروطِ افضلیت نہ بھی ہوں، کیونکہ بنیادی چیز شروطِ انعقاد ہیں۔

دفعہ نمبر31: خلیفہ کے لیے سات شرائط ہیں اور وہ یہ ہیں: وہ مرد ہو، مسلمان ہو، آزاد ہو، بالغ ہو، عاقل ہو، عادل ہو اور وہ خلافت کی ذمہ داری سے عہدہ برآء ہونے کے قابل ہو۔

دفعہ نمبر32: اگر خلیفہ کی موت، اس کے معزول ہونے یا معزول کیے جانے کی وجہ سے منصبِ خلافت خالی ہو جائے تو جس تاریخ کو یہ منصب خالی ہو اس کے تین دن (بشمول ان کی راتوں) کے اندر اندر دوسرا خلیفہ مقرر کرنا فرض ہے۔

دفعہ نمبر33: (نئے خلیفہ کے تقرر کے سلسلے میں) عبوری امیر کا تقرر کیا جائے گا جو کہ مسلمانوں کے امور کی دیکھ بھال کرے اور منصبِ خلافت کے خالی ہونے کے بعد نئے خلیفہ کے تقرر کے عمل کا آغاز کرے، جو کہ یہ ہو گا:

(ا) سابق خلیفہ جب یہ محسوس کرے کہ اس کی موت کا وقت قریب ہے یا وہ استعفٰے دینا چاہتا ہو، تو اس صورت میں اسے حق حاصل ہے کہ وہ عبوری امیر کا تقرر کرے۔

(ب) اگر عبوری امیر کے تقرر سے قبل خلیفہ کا انتقال ہو جائے یا وہ استعفیٰ دے دے یا خلیفہ کے انتقال یا استعفیٰ کے علاوہ کسی اور وجہ سے منصبِ خلافت خالی ہو جائے تو وہ معاون جو معاونین میں سب سے عمر رسیدہ ہو گا، وہ عبوری امیر ہو گا۔ ماسوائے یہ کہ وہ معاون بذاتِ خود خلافت کا امیدوار ہو۔ ایسی صورت میں وہ معاون عبوری امیر ہو گا جو عمر میں اس سے کم ہو، علیٰ ھذاالقیاس۔

(ج) اگر تمام تر معاون خلافت کے امیدوار ہوں، تو پھر وزراء تنفیذ میں سے سب سے عمر رسیدہ معاون عبوری امیر ہو گا، علیٰ ھذاالقیاس۔

(د) اگر تمام تر وزراء تنفیذ خلافت کے امیدوار ہوں، تو وزراء تنفیذ میں سے سب سے کم عمر وزیر عبوری امیر ہو گا۔

(ھ) عبوری امیر کو احکامات کی تبنی کا اختیار حاصل نہیں ہو گا۔

(و) عبوری امیر اپنی پوری کوشش صرف کرے گا کہ وہ خلیفہ کے تقرر کے عمل کو تین دن کے اندر اندر مکمل کرے۔ اس مدت میں توسیع کی اجازت نہیں، ماسوائے یہ کہ محکمہ المظالم کسی شدید سبب کی بنا پر اس مدت میں توسیع کر دے۔

دفعہ نمبر 34: خلیفہ کے تقرر کا طریقہ بیعت ہے۔ خلیفہ کی تقرری اور اسے بیعت دینے کا عملی طریقہ یہ ہے:

(ا) محکمۃ المظالم منصبِ خلافت کے خالی ہونے کا اعلان کرے گا۔

(ب) عبوری امیر اپنی ذمہ داری سنبھالے گا اور فوری طور پر نامزدگیوں کے کھلنے کا اعلان کرے گا۔

(ج) وہ نامزدگیاں قبول کی جائیں گی جو انعقادِ خلافت کی شرائط پر پوری اترتی ہوں۔ اس کے علاوہ پیش کی جانے والی نامزدگیاں محکمۃ المظالم کے فیصلے کی بنا پر مسترد کر دی جائیں گی۔

(د) وہ امیدوار جن کی درخواستوں کو محکمۃ المظالم نے قبول کیا، مجلسِ امت کے مسلمان رکن ان امیدواروں کی فہرست کو دو مرتبہ مختصر کریں گے۔ پہلے اختصار میں وہ اکثریتی ووٹ کی بنیاد پر چھ لوگوں کا انتخاب کریں گے۔ دوسرے اختصار میں وہ اکثریتی ووٹ کی بنیاد پر دو امیدواروں کا انتخاب کریں گے۔

(ھ) ان دو امیدواروں کے نام کا اعلان کیا جائے گا اور مسلمانوں کو ان دونوں میں سے ایک کا انتخاب کرنا ہو گا۔

(و) اس انتخاب کے نتیجے کا اعلان کیا جائے گا اور لوگوں کو آگاہ کیا جائے گا کہ دونوں میں سے کسے زیادہ لوگوں کے ووٹ حاصل ہوئے۔

(ز) وہ شخص جسے زیادہ ووٹ حاصل ہوئے، مسلمان اسے قرآن و سنت پر عمل پر بیعت دیں گے۔

(ح) بیعت کے مکمل ہونے کے بعد عوام الناس کے لیے اس بات کا اعلان کیا جائے گا کہ کون مسلمانوں کا خلیفہ ہے یہاں تک کہ یہ خبر پوری امتِ مسلمہ تک پہنچ جائے۔اور اس خبر میں خلیفہ کے نام کا اور ان شرائط کا اعلان کیا جائے گا جنہوں نے اُسے اس بات کا اہل بنایا کہ اس کی خلافت کا انعقاد کیا گیا۔

(ط) نئے خلیفہ کی تنصیب کے عمل کے مکمل ہونے کے بعد عبوری امیر کی اتھارٹی اختتام کو پہنچے گی۔

دفعہ نمبر35: خلیفہ کے تقرر کا اختیار امت کو ہی حاصل ہے۔ لیکن جب شرعی طریقے سے خلیفہ کا انتخاب ہو جائے تو پھر امت اسے معزول نہیں کر سکتی۔

دفعہ نمبر36: خلیفہ کے پاس درج ذیل اختیارات ہوتے ہیں:

(ا) خلیفہ ہی ان احکامات کی تبنی (یعنی احکامات کو اختیار) کرتا ہے، جو لوگوں کے امور کی دیکھ بھال کے لیے ضروری ہوں، اور یہ تبنی کتاب و سنت سے صحیح اجتہاد کے ذریعے مستنبط کردہ احکامات کی ہوتی ہے۔تاکہ یہ احکامات قوانین بن جائیں۔ان قوانین پر عمل فرض ہوتا ہے۔ان کی مخالفت جائز نہیں۔

(ب) خلیفہ ہی ریاست کی خارجی و داخلی پالیسی کے بارے میں جوابدہ ہوتا ہے۔ وہی فوج کا سربراہ ہوتا ہے۔ وہی اعلانِ جنگ، صلح یا جنگ بندی کا اعلان کر سکتا ہے اور تمام معاہدات کا اختیار اسی کو حاصل ہوتا ہے۔

(ج) خلیفہ ہی بیرونی سفیروں کو قبول یا مسترد کر سکتا ہے۔ اسی طرح وہ مسلمان سفیروں کو مقرر یا معزول کر سکتا ہے۔

(د) خلیفہ ہی معاونین اور والیوں کا تقرر یا انہیں سبکدوش کر سکتا ہے، جس طرح وہ مجلسِ امت کے سامنے جوابدہ ہوتے ہیں، اُسی طرح خلیفہ کے سامنے بھی جوابدہ ہوتے ہیں۔

(ہ) خلیفہ ہی قاضی القضاۃ اور دیگر قاضیوں کو مقرر اور معزول کر سکتا ہے، تاہم ایک صورت میں خلیفہ قاضی مظالم کو معزول نہیں کر سکتا، وہ یہ ہے کہ جب وہ خلیفہ یا معاون یا قاضی القضاۃ کے خلاف کیس کا جائزہ لے رہا ہو۔ اسی طرح خلیفہ ہی مختلف شعبوں کے ڈائریکٹروں، فوج کے کمانڈروں اور صوبوں کے والیوں کو مقرر یا معزول کر سکتا ہے۔ یہ سب خلیفہ کے سامنے جوابدہ ہوتے ہیں۔ اور یہ مجلسِ امت کے سامنے جوابدہ نہیں ہوتے۔

(و) خلیفہ ہی ریاست کے بجٹ سے متعلق احکامِ شریعت کی تبنی کا اختیار رکھتا ہے اور وہی بجٹ کی مدات اور آمدن و خرچ سے متعلقہ رقموں کا تعین بھی کرتا ہے۔

دفعہ نمبر 37: خلیفہ قوانین کی تبنی میں احکامِ شریعت کا پابند ہے، چنانچہ کسی ایسے حکم کی تبنی کرنا اس کے لیے حرام ہے جس کا اس نے ''ادِلّہ شرعیہ'' سے صحیح طور پر استنباط نہ کیا ہو۔ وہ اپنے تبنی کردہ احکامات اور طریقہ استنباط کا بھی پابند ہے۔ چنانچہ اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی ایسے حکم کی تبنی کرے جس کے استنباط کا طریقہ اُس طریقے سے متناقض ہو جسے خلیفہ تبنی کر چکا ہے، اور نہ ہی اس کے لیے جائز ہے کہ وہ کوئی ایسا حکم دے جو اس کے تبنی کردہ احکامات سے متناقض ہو۔

دفعہ نمبر38: خلیفہ کو اپنی صوابدید اور اجتہاد کے مطابق لوگوں کے امور کی دیکھ بھال کرنے کا مکمل حق حاصل ہے اور اسے ان مباحات کی تبنی کرنے کا حق بھی حاصل ہے جو ریاست کے معاملات کو چلانے اور لوگوں کے امور کی دیکھ بھال کو آسان بنانے کے لیے درکار ہوں۔ تاہم اس کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ مصلحت کو دلیل بنا کر کسی حکمِ شرعی کی مخالفت کرے۔ مثلاً اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ غذائی قلت کو دلیل بنا کر لوگوں کو کثرتِ اولاد سے منع کرے یا وہ استحصال کو روکنے کے نام پر، یعنی اس کو دلیل بنا کر لوگوں کے لیے اشیائے صرف کی قیمتیں مقرر کرے یا وہ لوگوں کے امور کی دیکھ بھال یا مصلحت کو دلیل بنا کر کسی کافر یا کسی عورت کو والی مقرر کرے۔ اس کے علاوہ کسی بھی حالت میں اسے احکامِ شرع کی مخالفت کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ کسی حلال کو حرام یا کسی حرام کو حلال قرار دینا اس کے لیے جائز نہیں۔

دفعہ نمبر39: خلیفہ کے لیے کوئی محدود مدت مقرر نہیں ہے۔ جب تک وہ شرع کی حفاظت، شرعی احکامات کی تنفیذ اور ریاست کے معاملات کو چلانے پر قادر ہے، وہ خلیفہ ہے، جب تک کہ اس کی حالت میں کوئی ایسی تبدیلی رونما نہ ہو جائے جو اسے منصبِ خلافت سے خارج کر دے۔ پس جب اس کی حالت میں کوئی ایسی تبدیلی واقع ہو جائے تو اسے فوراً معزول کرنا فرض ہو جاتا ہے۔

دفعہ نمبر40: وہ امور، جن کی وجہ سے خلیفہ کی حالت بدل جاتی ہے اور وہ منصبِ خلافت سے معزول ہو جاتا ہے، وہ یہ تین امور ہیں:

(1) جب انعقادِ خلافت کی شرائط میں سے کوئی شرط مفقود ہو جائے۔ جیسے مرتد ہونا، خلیفہ سے فسق کا ظہور ہو جانا، مجنون ہونا، یا اسی قسم کی کوئی دوسری صورت پیش آئے۔ کیونکہ یہ تمام شرائط خلافت کے انعقاد کی شرائط بھی ہیں اور خلافت کے دوام کی شرائط بھی۔

(2) خلیفہ کسی بھی سبب سے خلافت کے فرائض کی انجام دہی سے عاجز ہو جائے۔

(3) وہ اس قدر مغلوب ہو جائے کہ اپنی رائے سے شریعت کے موافق مسلمانوں کے مفادات کی حفاظت نہ کر سکے۔ پس جب اس پر کوئی اس حد تک غالب آجائے کہ وہ احکام شرع کی روشنی میں بذاتِ خود اپنے اختیار وارادے سے، اپنی رائے کے مطابق رعایا کے مفادات کی نگرانی کرنے سے عاجز ہو جائے تو اسے حکماً فرائضِ خلافت کی ادائیگی سے عاجز سمجھا جائے گا۔ ایسی صورت میں وہ اس منصب کا اہل نہیں رہتا۔ اس کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں:

پہلی صورت: اس کے حاشیہ برداروں میں سے کوئی ایک فرد یا ایک سے زائد افراد اس پر اس طرح مسلط ہو جائیں کہ اس پر اپنی رائے ٹھونس دیں۔ اس صورت میں اگر ان لوگوں سے چھٹکارا پانے کی امید ہو تو اسے ایک معینہ مدت تک مہلت دی جائے گی۔ پھر اگر وہ ان سے چھٹکارا حاصل کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے تو اسے معزول کیا جائے گا۔ اگر شروع ہی سے چھٹکارہ پانے کی امید نہ ہو تو اسے اسی وقت معزول کیا جائے گا۔

دوسری صورت: وہ کسی زبردست دشمن کے ہاتھوں گرفتار ہو جائے۔ یہ گرفتاری خواہ بالفعل ہو یا وہ دشمن خلیفہ پر تسلط حاصل کر لے۔ اس صورت میں اگر بچ نکلنے کی امید ہو تو اسے مہلت دی جائے گی ورنہ اسے معزول کیا جائے گا۔ اگر شروع ہی سے خلاصی کی کوئی امید نہ ہو تو خلیفہ کو فوراً معزول کیا جائے گا۔

دفعہ نمبر 41: صرف محکمۃ المظالم ہی فیصلہ کر سکتا ہے کہ کیا خلیفہ کی حالت اس قدر بدل چکی ہے جس کی وجہ سے اب وہ خلافت کے منصب کا اہل نہیں رہا۔ صرف اور صرف محکمۃ المظالمہ کو خلیفہ کے ہٹانے یا تنبیہ کرنے کا اختیار حاصل ہے۔

معاونِ تفویض

دفعہ نمبر42: خلیفہ اپنے لیے معاونِ تفویض مقرر کرے گا جو حکمرانی کی ذمہ داری اٹھائے گا۔ پس خلیفہ اسے اپنے رائے کے مطابق امور کی تدبیر کرنے اور اپنے اجتہاد کے مطابق معاملات نپٹانے کی ذمہ داری سونپے گا۔

جب خلیفہ کا انتقال ہو جاتا ہے تو معاونین کی ذمہ داری بھی ختم ہو جاتی ہے۔ وہ عبوری دور کے اختتام تک اپنا کام جاری رکھتے ہیں، یہاں تک کہ عبوری امیر کا دور اپنے اختتام کو پہنچ جائے۔

دفعہ نمبر43: معاونِ تفویض کے لیے بھی وہی شرائط ہوں گی جو خلیفہ کے لیے ہیں۔ یعنی وہ ایک آزاد، عاقل، بالغ، مسلمان اور مرد ہو۔ اس کے علاوہ اس کے لیے یہ شرط بھی ہے کہ وہ اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کی صلاحیت رکھتا ہو۔

دفعہ نمبر44: معاونِ تفویض کو اختیارات سونپنے کی دو شرائط ہیں:

(1) اسے عمومی اختیار سونپا جائے۔

(2) اسے نیابت حاصل ہو۔ اس لیے خلیفہ کو لازماً یہ کہنا چاہیے کہ میں نے اپنے تمام اختیارات میں تمہیں اپنا نائب بنایا، یا وہ کوئی دوسرے الفاظ استعمال کرے جو عمومی اختیار اور نیابت کو ظاہر کرتے ہوں۔ یہ تقرر خلیفہ کو اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ وہ معاونین کو مخصوص جگہوں کی طرف بھیجے یا انہیں ایک جگہ سے دوسرے جگہ یا دوسرے کام کی طرف بھیج دے، اس انداز سے جو خلیفہ کو اس کے کام میں مدد دے۔ اور یہ امر اس بات کا مقتضی نہیں کہ ان کی نئے سرے سے تقرری کی جائے کیونکہ یہ سب کام معاونین کے بنیادی تقرر میں شامل ہیں۔

دفعہ نمبر45: معاونِ تفویض پر لازم ہے کہ وہ جن امور کی تدبیر کرے یا جن احکام کو نافذ کرے، ان سے خلیفہ کو باخبر رکھے، تاکہ اختیارات کے استعمال میں خلیفہ اور اس کے درمیان فرق ہو۔ اس کا کام خلیفہ کو باخبر رکھنا اور خلیفہ جن چیزوں کی تنفیذ کا حکم دے، انہیں نافذ کرنا ہے۔

دفعہ نمبر46: خلیفہ کا فرض ہے کہ وہ معاونِ تفویض کے اعمال اور تدابیر کا جائزہ لے، تاکہ ان میں سے صحیح کو برقرار رکھے اور غلط کا تدارک کرے۔ کیونکہ اُمت کے معاملات کی نگرانی خلیفہ کی ذمہ داری اور اس کے اجتہاد پر موقوف ہے۔

دفعہ نمبر47: جب معاونِ تفویض کسی معاملے کی تدبیر کرے اور خلیفہ اس کی منظوری دے دے، تو معاون کو چاہیے کہ وہ اسے کسی کمی بیشی کے بغیر اسی طرح نافذ کرے جس طرح کہ خلیفہ نے منظوری دی تھی۔ اگر خلیفہ پھر اس معاملے کا جائزہ لے اور دیکھے کہ معاون نے اس امر کے خلاف عمل کیا ہے، تو دیکھا جائے گا کہ اگر یہ حکم کسی ایسے معاملے سے متعلق ہو جسے معاون نے خلیفہ کے نقطۂ نظر کے مطابق نافذ کیا ہو، یا یہ حکم کسی ایسے مال سے متعلق ہو جسے معاون نے خلیفہ کی طرف سے کر دیا ہو تو اس صورت میں معاون کی رائے نافذ العمل سمجھی جائے گی۔ کیونکہ یہ دراصل خلیفہ کی رائے تھی اور جو احکامات نافذ کیے گئے، یا جو اموال خرچ کیے گئے، خلیفہ اس کی تلافی نہیں کر سکتا۔ اگر جس معاملے کو معاون نے نپٹایا ہو، اس کا تعلق ایسے امور کے علاوہ کسی اور چیز کے ساتھ ہو، مثلاً کسی کو والی مقرر کرنا یا فوج تیار کرنا۔ تو اس صورت میں خلیفہ اس معاملے کو تبدیل کر سکتا ہے۔ اس صورت میں خلیفہ ہی کی رائے نافذ ہو گی اور معاون کا فیصلہ کالعدم سمجھا جائے گا۔ کیونکہ یہ ایسے اعمال ہیں کہ اگر یہ خود خلیفہ سے بھی صادر ہوئے ہوں تو تب بھی وہ ان کا تدارک کر سکتا ہے۔ لہٰذا ایسے معاملات میں خلیفہ اپنے معاون کے فیصلوں کی تلافی تو بطریقِ اولیٰ کر سکتا ہے۔

دفعہ نمبر48: معاونِ تفویض کو کسی خاص محکمے کے ساتھ مخصوص نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ اس کی نگرانی عام ہے۔ کیونکہ جو لوگ انتظامی معاملات کو پورا کرتے ہیں وہ ملازم ہوتے ہیں نہ کہ حکمران۔ جبکہ معاونِ تفویض حکمران ہے۔ اور اسے کسی خاص عمل کی سرانجام دہی کے ساتھ مخصوص کرنا درست نہیں کیونکہ اس کی تقرری عام ہے۔

معاونِ تنفیذ

دفعہ نمبر49: خلیفہ احکامات کی تنفیذ کے لیے معاون مقرر کرے گا۔ اس کا کام انتظامی امور سے متعلق ہوتا ہے اور اس کا کام حکمرانی کرنا نہیں ہوتا۔ اس کے دفتر کا کام خلیفہ کی جانب سے داخلی اور خارجی امور سے متعلق صادر ہونے والے احکامات کو نافذ کرنا اور ان سے پیغامات کو خلیفہ تک پہنچانا ہے۔ گویا معاونِ تنفیذ خلیفہ اور دوسروں کے درمیان واسطے کا کام کرتا ہے۔ وہ خلیفہ کی طرف سے پیغام لاتا ہے اور خلیفہ کی طرف مندرجہ ذیل امور کے متعلق پیغام لے کر جاتا ہے:

ا) رعیت کے ساتھ تعلقات

ب) بین الاقوامی تعلقات

ج) فوج یا لشکر

د) فوج کے علاوہ دیگر ریاستی شعبوں کے متعلق پیغام رسانی

دفعہ نمبر50: معاونِ تنفیذ مسلمان ہوتا ہے، کیونکہ وہ خلیفہ کے قریبی مصاحبین میں سے ہوتا ہے۔

دفعہ نمبر51: معاونِ تنفیذ براہِ راست خلیفہ کے ساتھ ہوتا ہے، جس طرح کہ معاونِ تفویض ہوتا ہے۔ یہ صرف تنفیذ میں معاون ہوتا ہے، حکمرانی میں نہیں۔

والی (گورنرز)

دفعہ نمبر52: ان علاقوں کو، جو اسلامی ریاست کے زیرِ نگیں ہیں، کئی ایک اکائیوں میں تقسیم کیا جاتا ہے اور ہر اکائی کو ولایہ (صوبہ) کہا جاتا ہے۔ پھر ولایہ کو کئی اکائیوں میں تقسیم کیا جاتا ہے اور ہر اکائی کو عمالہ کہا جاتا ہے۔ ولایہ کے سربراہ کو والی یا امیر اور عمالہ کے سربراہ کو عامل یا حاکم کہا جاتا ہے۔

دفعہ نمبر53: والیوں کا تقرر خلیفہ کرتا ہے۔ عمال کا تقرر خلیفہ بھی کر سکتا ہے اور والی بھی بشرطیکہ خلیفہ یہ اختیار والیوں کے حوالے کرے۔ والیوں اور عاملوں کے لیے وہی شرائط ہیں جو معاونین کے لیے ہیں۔ چنانچہ ان کا مسلمان، عاقل، بالغ، آزاد، عادل اور مرد ہونا لازمی ہے۔ جو کام ان کے حوالے کیے گئے ہیں ان سے عہدہ برآ ہونے کی اہلیت بھی شرط ہے۔ ان لوگوں کا انتخاب تقویٰ اور قوت کی بنیاد پر ہوگا۔

دفعہ نمبر54: والی کو خلیفہ کے نائب کی حیثیت سے اپنے صوبے کے شعبوں کے تمام کاموں پر حکمرانی اور نگرانی کا اختیار حاصل ہوتا ہے۔ گویا والی کو اپنی ولایہ میں وہ تمام اختیارات حاصل ہیں جو معاونین کو ریاست میں حاصل ہیں، یعنی وہ اپنی ولایہ کا امیر ہے۔ مالیات، عدلیہ اور فوج کو چھوڑ کر ہر چیز پر اس کی نگرانی ہوگی، تاہم پولیس بطورِ تنفیذ اس کے ماتحت ہوگی اور بحیثیت ادارہ اس کے ماتحت نہیں ہوگی۔

دفعہ نمبر55: والی اپنی امارت سے متعلقہ امور کے بارے میں جن فیصلوں یا احکامات پر دستخط کرے، ان کے بارے میں وہ خلیفہ کو مطلع کرنے کا پابند نہیں۔ ہاں! اختیاری طور پر اسے باخبر کر سکتا ہے۔ البتہ جب کوئی نیا مسئلہ درپیش ہو تو وہ خلیفہ کے علم میں لائے بغیر اس کا فیصلہ کرنے کا مجاز نہیں۔ لیکن اگر تاخیر کی

صورت میں کسی معاملے کے بگڑ جانے کا خطرہ ہو تو اس معاملے کو طے کرے گا۔ پھر خلیفہ کو لازمی طور پر آگاہ کرے گا اور وہ اسباب بھی بتائے گا جن کی وجہ سے وہ معاملے کو طے کرنے سے قبل خلیفہ کو باخبر نہیں کر سکا۔

دفعہ نمبر56: ہر ولایہ کے اندر ولایہ میں رہنے والوں میں سے ایک کمیٹی (مجلس) منتخب کی جائے گی، جس کا سربراہ خود والی ہوگا۔ اس کمیٹی کو انتظامی امور سے متعلق اپنی رائے کے اظہار کا اختیار ہوگا، جبکہ حکومتی معاملات سے متعلق اس کے پاس یہ اختیار نہیں ہوگا۔ اس کی اغراض دو ہیں:

اول: مجلس والی کو ولایہ اور اس کی ضروریات کے متعلق معلومات پیش کرے اور ان امور پر اپنی رائے دے۔

دوم: والی کی حکمرانی پر اپنی رضامندی یا شکایت کے اظہار کے لیے۔

پہلے معاملے میں (والی کے لیے) مجلس کی رائے پر عمل کرنا لازم نہیں، جبکہ دوسرے معاملے میں مجلس کی رائے پر عمل کرنا لازم ہے۔ پس اگر مجلس شکایت کرے تو والی کو معزول کر دیا جائے گا۔

دفعہ نمبر57: ایک ولایہ پر ایک ہی شخص کا طویل مدت تک والی کے طور پر خدمات سرانجام دینا مناسب نہیں۔ خاص طور پر جب کسی ایک ولایہ میں وہ مرکزی شخصیت بن جائے یا اس کی وجہ سے لوگوں کے فتنے میں پڑنے کا خطرہ ہو۔

دفعہ نمبر58: والی کا ایک ولایہ سے دوسری ولایہ میں تبادلہ نہیں کیا جائے گا، کیونکہ اسے مخصوص جگہ پر عمومی اختیار سونپا جاتا ہے۔ البتہ اسے معزول کر کے پھر دوسری جگہ پر والی مقرر کیا جا سکتا ہے۔

دفعہ نمبر59: جب خلیفہ والی کو معزول کرنا مناسب سمجھے تو اسے معزول کر سکتا ہے۔ یا پھر مجلسِ امت اس پر عدم اعتماد کا اظہار کر دے، یا مجلس اس سے ناراضگی کا اظہار کرے، تو اسے معزول کیا جائے گا۔ والی کو صرف خلیفہ ہی معزول کر سکتا ہے۔

دفعہ نمبر60: خلیفہ کا فرض ہے کہ وہ والیوں کے اعمال پر نظر رکھے اور ان کی کڑی نگرانی کرے۔ وہ ان پر نظر رکھنے کے لیے اپنے نائب مقرر کرے، ان کے بارے میں برابر تفتیش کرتا رہے، وقتاً فوقتاً تمام والیوں کا ایک ساتھ یا الگ الگ اجلاس بلاتا رہے اور والیوں کے بارے میں رعایا کی شکایتوں سے انہیں باخبر کرے۔

امیرِ جہاد: شعبۂ حرب-افواج

دفعہ نمبر61: شعبۂ حرب، مسلح افواج، پولیس، اسباب وذرائع، فوجی مہمات اور لڑائی کے ساز وسامان وغیرہ پر ذمہ دار ہوتا ہے۔ اسی طرح عسکری کالج، کمیشن، فوج کی اسلامی تربیت اور عسکری تربیت اور جنگ یا جنگی تیاری سے متعلق ہر کام کی ذمہ داری بھی شعبۂ حرب کے ذمے ہے۔

دفعہ نمبر62: جہاد مسلمانوں پر فرض ہے۔ چنانچہ فوجی تربیت لازمی ہے۔ لہٰذا ہر مسلمان مرد جب پندرہ سال کی عمر کو پہنچ جائے تو اس پر جہاد کی تیاری کے لیے فوجی تربیت حاصل کرنا فرض ہے۔ جہاں تک فوج میں بھرتی ہونے کا تعلق ہے تو یہ فرضِ کفایہ ہے۔

دفعہ نمبر63: فوج کی دو اقسام ہیں۔ اول: احتیاطی (ریزرو) فوج؛ اس سے مراد وہ تمام مسلمان ہیں جو اسلحہ اٹھا سکتے ہیں۔ دوم: مستقل فوج؛ مستقل فوج کی تنخواہیں دیگر ملازمین کی طرح ریاستی بجٹ سے مختص کی جاتی ہیں۔

دفعہ نمبر64: فوج کے لیے اَلویہ (علم) اور رایات (جھنڈوں) کا تعین کیا جائے گا۔ ریاست کا سربراہ (خلیفہ) جسے فوج کا سربراہ بنائے گا، اسے علم عطا کرے گا، جبکہ جھنڈے بریگیڈ کمانڈرز تقسیم کریں گے۔

دفعہ نمبر65: خلیفہ فوج کا بھی قائد ہوتا ہے، اور وہی فوج کے کمانڈر انچیف کا تقرر بھی کرتا ہے۔ اسی طرح وہ ہر بریگیڈ اور ہر ڈویژن کے کمانڈر کا تقرر بھی کرتا ہے۔ فوج کی باقی ترتیب اس کے امراء اور بریگیڈ کمانڈر کرتے ہیں۔ جہاں تک فوج کے سٹاف کمانڈرز کا تعلق ہے تو ان کا تقرر جنگی تربیت (ثقافت) کی بنیاد پر ہوگا اور انہیں کمانڈر انچیف مقرر کرے گا۔

دفعہ نمبر66: پوری فوج ایک اکائی ہے اور اسے مختلف چھاؤنیوں میں رکھا جاتا ہے۔ یہ چھاؤنیاں مختلف ولایات (صوبوں) میں ہوتی ہیں اور بعض چھاؤنیاں جنگی حکمت عملی کے مقامات پر ہوتی ہیں۔ اسی طرح کچھ چھاؤنیاں ہمیشہ متحرک رہتی ہیں اور یہ بے پناہ جنگی قوت کی حامل ہوتی ہیں۔ ان چھاؤنیوں کو کئی ایک مجموعوں میں منظم کیا جاتا ہے۔ پھر ہر مجموعے کا ایک خاص فوجی نام رکھا جاتا ہے اور اس کا ایک خاص نمبر ہوتا ہے۔ جیسے یونٹ نمبر 1، نمبر 2، نمبر 3 وغیرہ یا انہیں صوبوں اور شہروں کے نام کے ساتھ موسوم کیا جاتا ہے۔

دفعہ نمبر67: فوج کے لیے اعلیٰ معیار کی عسکری تعلیم کو ممکن بنانا اور جس قدر ہو سکے اسے فکری طور پر بلند کرنا ضروری ہے۔ فوج کے ہر سپاہی کو اسلامی ثقافت سے بہرہ ور کیا جانا چاہیے، تاکہ اس کے اندر اسلامی بیداری ہو، خواہ یہ اجمالی شکل ہی میں کیوں نہ ہو۔

دفعہ نمبر68: یہ امر انتہائی ضروری ہے کہ ہر چھاؤنی میں ایسے کمانڈروں کی کافی وشافی تعداد موجود ہو، جو فوجی اور جنگی امور کے ماہر ہوں۔ جو جنگی منصوبہ بندی اور معرکوں کے بارے میں مہارت رکھتے ہوں۔ ایسے کمانڈروں کا تناسب فوج میں ممکن حد تک زیادہ سے زیادہ ہونا چاہیے۔

دفعہ نمبر69: فوج کے پاس وافر مقدار میں اسلحہ، آلات، ضروری ساز وسامان اور لوازمات کا ہونا انتہائی ضروری ہے تاکہ ایک اسلامی فوج کے طور پر اس کے فریضے کی ادائیگی میں یہ چیزیں اس کے لیے ممد ومعاون ثابت ہوں۔

شعبہ ئدا خلی امن وسلامتی

دفعہ نمبر70: شعبۂ داخلی امن وسلامتی، وہ شعبہ ہے جو امن وامان سے متعلق ہر چیز کا ذمہ دار ہے، اور ہر اس چیز کو روکنے کا ذمہ دار ہے جو داخلی امن وسلامتی کے لیے خطرے کا باعث ہو۔ امن کی حفاظت پولیس کے ذریعے کی جائے گی۔ شعبۂ امن وسلامتی فوج کو اس مقصد کے لیے استعمال نہیں کر سکتا، ماسوائے خلیفہ اسے اس بات کی اجازت دیدے۔ اس شعبے کا سربراہ ''ڈائریکٹر برائے داخلی امن وسلامتی'' ہوگا۔ ہر صوبے میں اس شعبے کی شاخ ہوگی جو ''داخلی امن و سلامتی کا ادارہ'' کہلائے گی اور اس کا سربراہ ''صاحبِ شُرطہ'' کہلائے گا۔

دفعہ نمبر71: پولیس کی دو قسمیں ہیں: ملٹری پولیس جو کہ امیر جہاد یعنی شعبۂ حرب کے تابع ہوگی۔ پولیس کی دوسری قسم جو کہ امن وسلامتی کے تحفظ کے لیے عدلیہ کے ہاتھ میں ہوگی، اور یہ ''شعبۂ امن و سلامتی'' کے تابع ہوگی۔ پولیس کی ان دونوں قسموں کو خاص تربیت اور ثقافت دی جاتی ہے تاکہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو احسن طریقے سے پورا کر سکیں۔

دفعہ نمبر72: شعبۂ داخلی امن و سلامتی بنیادی طور پر جن خطرات کی روک تھام کرے گا، وہ یہ ہیں: ارتداد، بغاوت اور حرابہ، لوگوں کی مال و دولت پر حملہ، لوگوں کی جان اور عزت پر دست درازی اور ان مشتبہ لوگوں سے نبٹنا، جو حربی کفار کے لیے جاسوسی کرتے ہیں۔

شعبہ خارجہ

دفعہ نمبر73: شعبہ خارجہ ان تمام خارجی امور کو سرانجام دیتا ہے، جن کا تعلق ریاستِ خلافت کے دیگر ریاستوں کے ساتھ تعلق کے ساتھ ہے۔ خواہ یہ تعلقات سیاسی نوعیت کے ہوں یا اقتصادی یا صنعتی یا زرعی یا تجارتی نوعیت کے؛ یا ان تعلقات کی نوعیت مواصلاتی رابطہ کی ہو، خواہ یہ رابطہ ڈاک کے ذریعے ہو یا یہ ٹیلی کمیونیکیشن رابطہ ہو یا کوئی اور۔

شعبہ صنعت

دفعہ نمبر74: شعبۂ صنعت وہ محکمہ ہے جو صنعت سے متعلق تمام امور کا ذمہ دار ہے۔ خواہ اس کا تعلق بھاری صنعت سے ہو جیسے انجن اور آلات سازی، گاڑیوں کے ڈھانچے، الیکٹرونک آلات اور دیگر اشیاء کی صنعت یا پھر یہ ہلکی (چھوٹی) صنعت ہو۔ وہ کارخانے جن کا حربی (جنگی) صنعت سے تعلق ہو، اس شعبے کے تحت آتے ہیں۔ خواہ ان کارخانوں میں تیار کردہ مال عام ملکیت سے تعلق رکھتا ہو یا انفرادی ملکیت سے۔ تمام کارخانے جنگی پالیسی کی بنیاد پر استوار ہونے چاہئیں۔

عدلیہ

دفعہ نمبر75: عدلیہ کسی معاملے پر فیصلہ صادر کرتی ہے تاکہ اسے نافذ کیا جائے۔ عدلیہ کے ذریعے لوگوں کے باہمی جھگڑوں کا فیصلہ کیا جاتا ہے یا ان چیزوں کا سدباب کیا جاتا ہے جو جماعت (معاشرہ) کے حق میں نقصان دہ ہیں یا رعایا اور حکمرانوں کے درمیان پائے جانے والے کسی بھی تنازع کو دور کیا جاتا ہے، خواہ وہ حاکم ہو یا سرکاری ملازم ہو یا خلیفہ ہو یا کوئی اور شخص۔

دفعہ نمبر76: خلیفہ کسی ایسے شخص کو قاضی القضاۃ مقرر کرتا ہے، جو مرد، عاقل، بالغ، آزاد، عادل اور مسلمان ہو اور وہ فقیہ بھی ہو، پھر انتظامی قوانین کے اندر رہتے ہوئے دوسرے قاضیوں کو مقرر کرنا، ان سے باز پرس کرنا اور انہیں معزول کرنا قاضی القضاۃ کا کام ہے۔ جہاں تک محکمہ قضاۃ کے دیگر ملازمین کا تعلق ہے تو یہ ایک علیحدہ انتظامی ادارے کا کام ہے، جو ان کے معاملات کی نگرانی کرتا ہے۔

دفعہ نمبر77: قاضیوں کی تین اقسام ہیں:

(1) قاضی: جو لوگوں کے درمیان معاملات اور عقوبات سے متعلق جھگڑوں کا فیصلہ کرتا ہے۔

(2) قاضی محتسب: اس کا کام ان اختلافات کا فیصلہ کرنا ہوتا ہے جو جماعت (معاشرہ) کو نقصان پہنچاتی ہیں۔

(3) قاضی مظالم: اس کا کام عوام اور حکومت کے درمیان پیدا ہونے والے تنازعات کا فیصلہ کرنا ہے۔

دفعہ نمبر78: جس شخص کو قاضی کی ذمہ داری سونپی جائے اس کے لیے شرط ہے کہ وہ مسلمان، آزاد، بالغ، عاقل، عادل، فقیہہ اوران واقعات سے متعلق اسلامی احکامات کاادراک کرنے والا ہو۔ قاضی مظالم کے لیےان شرائط کے علاوہ دواور شرائط بھی ہیں اور وہ یہ ہیں کہ قاضی مظالم مرد اور مجتہد بھی ہو۔

دفعہ نمبر79: یہ بات جائز ہے کہ قاضی اور محتسب کو ہر علاقے میں تمام فیصلے کرنے کی ذمہ داری سونپی جائے اور یہ بھی جائز ہے کہ کسی خاص علاقے میں خاص قسم کے مقدمات کی ذمہ داری اس کے حوالہ کی جائے۔

دفعہ نمبر80: عدالت صرف ایک ایسے قاضی پر مشتمل ہو گی جسے مقدمات کے فیصلے کااختیار ہو گا۔ اس کے ساتھ دوسرے قاضی بھی ہو سکتے ہیں، لیکن انہیں فیصلے کااختیار حاصل نہیں ہو گا، بلکہ وہ صرف مشورہ اوراپنی رائے دے سکتے ہیں۔ان کی رائے پر چلنا بھی قاضی پر لازم نہیں۔

دفعہ نمبر81: قاضی کے لیے عدالت کے علاوہ کہیں اور فیصلہ کرنا جائز نہیں نیز گواہی اور قَسم بھی وہی معتبر ہو گی، جو عدالت میں دی گئی ہو۔

دفعہ نمبر82: فیصلوں کی نوعیت کے اعتبار سے عدالتوں کی درجہ بندی ہو سکتی ہے۔ چنانچہ بعض قاضیوں کو کچھ خاص نوعیت کے معاملات کے فیصلوں کے لیے مخصوص کیا جاسکتا ہے۔ ان کے علاوہ دیگر امور کو دوسری عدالتوں کے سپرد کیا جاسکتا ہے۔

دفعہ نمبر83: اپیل کورٹ، cassation کورٹس کا کوئی وجود نہیں ہوتا۔ کسی مقدمے کا فیصلہ ایک ہی مرتبہ اوراٹل ہوتا ہے۔ جب قاضی کسی فیصلے کااعلان کرے تو وہ اسی وقت نافذ العمل ہو جاتا ہے، کسی بھی دوسرے قاضی کا فیصلہ اس فیصلے کو ختم نہیں کر سکتا، ماسوائے جب وہ قاضی اسلام کے علاوہ کسی اور بنیاد پر

فیصلہ دے یا کتاب وسنت یا اجماع صحابہ کی قطعی نص کے خلاف فیصلہ دے، یا اس کا فیصلہ واقعہ کی حقیقت کے خلاف ہو۔

دفعہ نمبر84: قاضی محتسب وہ قاضی ہوتا ہے جو ایسے تمام مقدمات پر نظر رکھتا ہے جن کا تعلق حقوقِ عامہ سے ہو اور جن میں مدعی نہ ہو، بشرطیکہ وہ حدود اور جنایات میں داخل نہ ہوں۔

دفعہ نمبر85: محتسب کو جیسے ہی کسی واقعہ کا علم ہو تو وہ فوراً اس کے بارے میں حکم صادر کر سکتا ہے، خواہ کسی بھی جگہ پر ہو۔ اسے فیصلہ صادر کرنے کے لیے مجلسِ عدالت کی ضرورت نہیں۔ اس کے احکامات کو نافذ کرنے کے لیے اس کے ماتحت پولیس کے افراد ہوں گے اور اس کا حکم فوری طور پر نافذ العمل ہو گا۔

دفعہ نمبر86: محتسب اپنے لیے ایسے نائب منتخب کر سکتا ہے جو محتسب ہونے کی شرائط پر پورا اترتے ہوں۔ وہ انہیں مختلف علاقوں میں پھیلا دے گا۔ ان نائبین کو اپنے اپنے علاقوں یا محلوں میں جن امور کے فیصلے سپرد کیے جائیں ان کے متعلق محتسب کا فریضہ سرانجام دینے کا مکمل اختیار حاصل ہوتا ہے۔

دفعہ نمبر87: قاضی مظالم وہ قاضی ہوتا ہے جس کا تقرر ریاست کے زیرِ سایہ زندگی گزارنے والے ہر شخص پر ہونے والے ریاستی ظلم کا تدارک کرنے کے لیے ہوتا ہے۔ خواہ وہ شخص ریاست کی رعایا میں سے ہو یا نہ ہو۔ یہ ظلم خواہ ریاست کے سربراہ کی طرف سے ہو یا اس کے علاوہ کسی اور حاکم یا سرکاری ملازم کی طرف سے۔

دفعہ نمبر88: خلیفہ یا قاضی القضاۃ، قاضی مظالم کا تقرر کرے گا۔ جہاں تک قاضی مظالم کے محاسبہ، اس کی بازپرس یا اسے ہٹانے کا تعلق ہے تو یہ خلیفہ یا قاضی القضاۃ کرتا ہے، بشرطیکہ خلیفہ نے قاضی القضاۃ کو یہ

اختیار دیا ہو۔ لیکن جب وہ خلیفہ، معاونِ تفویض یا مذکورہ قاضی القضاۃ کے ظلم پر غور کر رہا ہو تو اس وقت اسے سبکدوش کرنا درست نہیں۔ اس صورت میں یہ اختیار محکمۃ المظالم کو حاصل ہو گا۔

دفعہ نمبر 89: قاضی مظالم کوئی ایک شخص یا چند افراد نہیں بنتے بلکہ ریاست کا سربراہ مظالم کو ختم کرنے کے لیے حسبِ ضرورت جتنی تعداد مقرر کرنا چاہے، کر سکتا ہے۔ لیکن براہِ راست فیصلے کے دوران صرف ایک قاضی کو فیصلے کا اختیار ہو گا۔ فیصلے کی مجلس میں متعدد قاضی مظالم کا بیٹھنا جائز ہے۔ لیکن انہیں صرف مشورے کا اختیار ہو گا۔ اس (فیصلے کرنے والے قاضی) کے لیے ان کی رائے پر عمل کرنا بھی لازمی نہیں۔

دفعہ نمبر 90: محکمۃ المظالم کو ریاست کے کسی بھی حاکم یا ملازم کو معزول کرنے کا حق حاصل ہے، جیسا کہ اسے خلیفہ کو معزول کرنے کا حق بھی حاصل ہے۔ اور یہ اس صورت میں ہے، جب اس ظلم کو دور کرنے کے لیے خلیفہ کو ہٹانا لازمی ہو جائے۔

دفعہ نمبر 91: محکمۃ المظالم کسی بھی قسم کے ظلم کا جائزہ لینے کا اختیار رکھتا ہے۔ خواہ یہ ظلم ریاستی ڈھانچے کے افراد سے متعلق ہو یا خلیفہ کی جانب سے احکامِ شریعت کی مخالفت کے حوالے سے ہو یا خلیفہ کے تبنی کیے ہوئے دستور و قانون یا دوسرے شرعی احکامات کے تعین کے سلسلے میں کسی شرعی نص کی مخالفت کے متعلق ہو، یا پھر اس کا تعلق ٹیکس کے نفاذ وغیرہ سے ہو۔

دفعہ نمبر 92: محکمۃ المظالم، میں نہ تو مجلسِ عدالت کا ہونا شرط ہے اور نہ ہی مدعی علیہ کو بلانے یا کسی مدعی کی موجودگی شرط ہے۔ بلکہ محکمۃ المظالم کو ظلم پر نظر رکھنے کا حق ہے، خواہ کوئی بھی دعویٰ نہ کرے۔

دفعہ نمبر93: ہر انسان کو جھگڑے (خصومت) اور دفاع دونوں صورتوں میں کسی کو اپنا وکیل بنانے کا حق حاصل ہے۔ خواہ وہ (وکیل) مسلمان ہو یا غیر مسلم، مرد ہو یا عورت۔ اس معاملے میں وکیل اور مؤکل میں کوئی فرق نہیں ہوگا۔ وکیل کے لیے اپنی وکالت کی اجرت لینا جائز ہے۔ اجرت دونوں (وکیل اور مؤکل) کی رضامندی سے مقرر ہوگی۔

دفعہ نمبر94: ہر وہ شخص، جو خاص اعمال کو انجام دینے کا اختیار رکھتا ہو، مثلاً وصی (نگران) اور ولی (سرپرست) یا اس کے پاس اعمالِ عامہ کی انجام دہی کا اختیار ہو، جیسے خلیفہ کا مقرر کردہ سربراہ، حاکم، ملازم، قاضی مظالم اور محتسب، تو وہ اپنے دفاع یا جھگڑے (خصومت) کے لیے کسی کو اپنا وکیل بنا سکتا ہے۔ یہ وکالت بھی وصی، ولی یا خلیفہ یا حاکم یا ملازم یا قاضی مظالم اور محتسب کے اعتبار سے ہوگی۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ مدعی ہو یا مدعی علیہ۔

دفعہ نمبر95: وہ معاہدات، معاملات اور مقدمات جو کہ خلافت سے قبل ہوئے اور ان کے متعلق فیصلوں کو خلافت کے قیام سے قبل نافذ کیا جا چکا، خلافت کی عدلیہ انہیں منسوخ نہیں کرے گی اور ان پر نظر ثانی نہیں کرے گی، ماسوائے:

ا) اسلام کے خلاف ان کا اثر اب بھی موجود ہو۔ ایسی صورت میں ان پر نظر ثانی واجب ہوگی۔

ب) جب کسی فیصلے کا تعلق اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے سے ہو، جو کہ گذشتہ حکمرانوں یا ان کے حواریوں سے وقوع پزیر ہوئے ہوں۔ ایسی صورت میں خلیفہ کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ دوبارہ ان مقدمات کی سماعت کرے۔

انتظامی ڈھانچہ

دفعہ نمبر96: ریاستی امور کو چلانے اور لوگوں کے مفادِ عامہ کا تحفظ کرنے کے لیے مختلف محکمے، شعبے اور ادارے ہوتے ہیں، جن کی ذمہ داری ریاست کے مسائل کو حل کرنا اور لوگوں کی ضروریات پوری کرنا ہے۔

دفعہ نمبر97: مفادِ عامہ کے محکمے، شعبے اور ادارے نظام میں سادگی، ذمہ داریوں کو جلدی نبٹانے اور اہلیت کی پالیسی کی بنیاد پر قائم ہوں گے۔

دفعہ نمبر98: ہر اس شہری کو، جس کے اندر اہلیت ہو، خواہ وہ مرد ہو یا عورت، مسلمان ہو یا غیر مسلم، مفادِ عامہ کے کسی شعبے یا کسی ادارے کا سربراہ مقرر کیا جاسکتا ہے اور وہ اس ادارے میں ملازم ہو سکتا ہے۔

دفعہ نمبر99: ہر مصلحہ (محکمے) کا ایک منتظم اعلیٰ ہو گا اور ہر شعبے اور ادارے کا ایک سربراہ (ڈائریکٹر) ہو گا جو اس شعبے یا ادارے کے معاملات کو چلائے گا اور وہ اس پر براہِ راست ذمہ دار ہو گا۔ یہ ڈائریکٹرز اپنے کام کے متعلق، منتظمِ اعلیٰ کو جواب دہ ہوں گے جو کہ مختلف شعبوں، اداروں اور انتظامیہ پر ذمہ دار ہوتے ہیں جبکہ قوانین اور عمومی ضابطوں کے متعلق وہ ڈائریکٹرز والی اور عامل کو جواب دہ ہوں گے۔

دفعہ نمبر100: مفادِ عامہ کے محکموں، شعبوں اور اداروں کے سربراہ صرف کسی انتظامی سبب کی بنا پر ہی معزول کیے جاسکیں گے۔ البتہ انہیں ایک کام سے فارغ کر کے دوسرے کام پر لگانا جائز ہے۔ انہیں کسی کام سے روکنا بھی جائز ہے۔ ان کا تقرر، ان کی تبدیلی، انہیں کام سے روکنا، ان کی بازپرس کرنا اور انہیں سبکدوش کرنا ان کے ادارے یا ان کے محکمے کے اعلیٰ انتظامی سربراہ (منتظمِ اعلیٰ) کا کام ہے۔

دفعہ نمبر101: سربراہوں کے سوا جو ملازمین ہیں، ان کا تقرر، ان کی تبدیلی، انہیں کام سے روکنا، ان کی اصلاح اور انہیں ہٹانے کی ذمہ داری ان کے محکموں، شعبوں یا اداروں کے منتظمِ اعلیٰ کے سر ہے۔

بیت المال

دفعہ نمبر102: بیت المال کا شعبہ حاصل ہونے والے اموال اور ان کے تصرف کا انتظام احکام شریعت کے مطابق کرے گا، یعنی ان کا جمع کرنا، ان کی حفاظت اور انہیں خرچ کرنا۔ شعبۂ بیت المال کا سربراہ ''خازن بیت المال'' کہلاتا ہے۔ ہر ولایہ میں بیت المال کی شاخیں ہوں گی اور ہر شاخ کا سربراہ ''صاحبِ بیت المال'' کہلائے گا۔

میڈیا

دفعہ نمبر103: میڈیا وہ شعبہ ہے جو ریاست کی میڈیا پالیسی وضع کرتا ہے اور اسے نافذ کرتا ہے تاکہ اسلام اور مسلمانوں کے مفاد کو پورا کیا جائے۔ داخلی طور پر یہ ایک قوی اور متحد و مربوط اسلامی معاشرے کی تشکیل کرتا ہے، جو خباثت کو نکال باہر کرے اور طیب چیزوں کو فروغ دے۔ اور خارجی طور پر یہ اسلام کو امن اور جنگ کے دوران اس انداز میں پیش کرتا ہے، جو اسلام کی عظمت، اس کے عدل اور اس کی فوجی قوت کو ظاہر کرے، اور انسانوں کے بنائے ہوئے نظاموں کے فساد اور ظلم کو بیان کرے اور ان کی افواج کی کمزوری کو آشکار کرے۔

دفعہ نمبر104: وہ لوگ جن کے پاس ریاست کی شہریت موجود ہے، انہیں اپنا میڈیا کھولنے کی اجازت ہے۔ اس بات کے لیے انہیں ریاست کی اجازت کی ضرورت نہیں، بلکہ ''علم و خبر'' (یعنی میڈیا کے شعبہ کو اطلاع دے دینا) ہی کافی ہے کہ وہ کس نوعیت کا میڈیا کھولنا چاہ رہا ہے۔ اس میڈیا کا مالک اور ایڈیٹر زاس

پر نشر ہونے والی ہر میڈیا خبر کے ذمہ دار ہوں گے۔ اور ریاست کے کسی بھی شہری کی مانند، میڈیا پر نشر یا شائع ہونے والی کسی چیز کے شریعت کے خلاف ہونے پر انکا بھی محاسبہ کیا جائے گا۔

مجلسِ امت

دفعہ نمبر105: وہ افراد، جو رائے کے لحاظ سے مسلمانوں کی نمائندگی کرتے ہیں، جن کی طرف خلیفہ رجوع کرتا ہے، انہیں مجلسِ امت کہا جاتا ہے۔ حکمرانوں کے مظالم کی شکایت یا اسلامی احکامات کو غلط طریقے سے نافذ کرنے پر شکایت کی غرض سے غیر مسلم بھی مجلسِ امت کا رکن بن سکتے ہیں۔

دفعہ نمبر106: ہر ولایہ میں رہنے والے لوگ اپنی مجلسِ ولایہ کے اراکین کا چناؤ براہِ راست انتخاب کے ذریعے کریں گے۔ ولایات کی مجالس کے ممبران کی تعداد ولایہ میں رہنے والے لوگوں کی تعداد کی بنا پر ہو گی۔ مجلسِ اُمت کے ممبران کا چناؤ ان مجالسِ ولایات سے براہِ راست کیا جائے گا۔ مجلسِ امت کے ابتدا اور انتہاء کی مدت وہی ہو گی جو کہ ولایات کی مجالس کی ہو گی۔

دفعہ نمبر107: ہر عاقل و بالغ شخص، جو ریاست کا شہری ہو، کو مجلسِ امت کا رکن بننے کا حق حاصل ہے۔ خواہ مرد ہو یا عورت، مسلمان ہو یا کافر، البتہ غیر مسلم رکن کا مشورہ حکام کے مظالم یا ان پر اسلامی احکامات کی غلط طریقے سے تنفیذ کی شکایت تک محدود ہو گا۔

دفعہ نمبر108: شوریٰ اور مَشورہ کا مطلب مطلق انداز میں رائے لینا ہے اور جب عملی معاملات کے متعلق رائے لی جائے تو اس پر عمل کرنا لازم ہوتا ہے۔ جبکہ قانون کو مرتب کرنا، قوانین کی تعریف، فکری امور جیسے حقائق سے پردہ اٹھانا اور فنی اور سائنسی امور کے متعلق مشورے پر عمل کرنا خلیفہ کے لیے لازم نہیں۔

دفعہ نمبر109: شوریٰ صرف مسلمانوں کا حق ہے۔ اس میں غیر مسلموں کا کوئی حق نہیں۔ لیکن اظہارِ رائے کا حق رعایا کے تمام افراد کو حاصل ہے، خواہ وہ مسلم ہوں یا غیر مسلم۔

دفعہ نمبر110: وہ مسائل جو عملی معاملات کے تحت آتے ہوں اور ان کے متعلق مشورہ لیا جائے تو پھر ایسی صورت میں اکثریت کی رائے کو اختیار کیا جائے گا، قطع نظر اس کے کہ وہ درست ہے یا غلط۔ وہ معاملات جن کا تعلق قوانین مرتب کرنے، فکری امور، فنی امور یا تعریفات سے ہو ان میں دیکھا جائے گا کہ درست کیا ہے۔ اور اس بات کو نظر انداز کر دیا جائے گا کہ یہ اکثریت کی رائے ہے یا اقلیت کی۔

دفعہ نمبر111: مجلسِ امت کو پانچ اختیارات حاصل ہوں گے:

1) (ا) خلیفہ مجلسِ امت سے مشورہ کرے گا اور مجلسِ امت خلیفہ کو عملی اقدام اور ان عملی معاملات اور امور میں مشورہ دے گی، جن کا تعلق لوگوں کے امور کی دیکھ بھال سے متعلق اندرونی پالیسی سے ہو اور جس میں گہری نظر اور جانچ پڑتال کی ضرورت نہیں ہوتی جیسا کہ حکومت کو چلانا، تعلیم، صحت، تجارت، صنعت، زراعت وغیرہ۔ ایسی صورت میں خلیفہ کے لیے مجلس کی رائے پر عمل کرنا لازم ہوگا۔

(ب) وہ معاملات جن کا تعلق فکری امور سے ہے، جن کے لیے گہری نظر اور جانچ پڑتال کی ضرورت ہوتی ہے، اور وہ معاملات جو تجربہ اور علم کے محتاج ہیں، نیز سائنسی اور ٹیکنکل امور، مالیاتی امور، افواج اور خارجہ پالیسی سے متعلق امور، ان تمام معاملات میں خلیفہ مشورے کے لیے مجلسِ اُمت کی طرف رجوع کرے گا اور ان معاملات میں مجلس کی رائے پر عمل کرنا خلیفہ پر لازم نہیں۔

2) خلیفہ دستور اور قوانین کے لیے جن احکامات کی تبنی کا ارادہ کرے تو اسے چاہیے کہ ان احکامات کو مجلسِ امت کے سامنے رکھے۔ مجلسِ امت کے مسلم اراکین کو ان کے بارے میں بحث و مباحثے

کا حق حاصل ہے، اور یہ کہ وہ ان احکامات کے درست اور غلط پہلوؤں کو بیان کریں۔ اور اگر وہ خلیفہ کے ساتھ اس امر میں اختلاف کریں کہ خلیفہ کا طریقۂ تبنی، احکامِ شریعت کی تبنی سے متعلق ریاست کے طریقہ کے مخالف ہے، تو یہ معاملہ محکمۃ المظالم کے سامنے پیش ہو گا اور اس میں محکمۃ المظالم کی رائے پر عمل کرنا لازم ہو گا۔

3) مجلسِ امت کو تمام معاملات میں ریاست کے محاسبہ کا حق حاصل ہے۔ خواہ ان کا تعلق خارجہ امور سے ہو یا یہ داخلی امور ہوں یا یہ مالیات، فوج یا دیگر امور سے متعلق ہوں۔ اس سلسلے میں مجلس کی رائے کو اختیار کرنا لازمی ہو گا، اگر ان معاملات کا تعلق ایسے امور سے ہو جس میں اکثریت کی رائے کو اختیار کرنا لازم ہوتا ہے۔ اور اگر اس معاملے کا تعلق ان امور سے ہو جس میں اکثریت کی رائے پر عمل کرنا لازم نہیں ہوتا، تو مجلس کی رائے پر عمل کرنا لازمی نہ ہو گا۔

اور اگر مجلس خلیفہ کے ساتھ کسی ایسے عمل پر شرعی نقطہ نظر کی بناء پر اختلاف کرے، جو کہ اپنے انجام کو پہنچ چکا ہے، تو پھر اس صورت میں محکمۃ المظالم کی طرف رجوع کیا جائے گا۔ اور محکمۃ المظالم اس بات کا فیصلہ کرے گا کہ یہ فیصلہ شرعی تھا یا نہیں اور محکمۃ المظالم کی رائے پر عمل کرنا لازم ہو گا۔

4: مجلسِ امت والیوں اور معاونین اور عمال کے بارے میں ناپسندیدگی (عدمِ اعتماد) کا اظہار کر سکتی ہے۔ اس معاملے میں اس کی رائے پر عمل کرنا ضروری ہو گا اور خلیفہ پر لازم ہے کہ وہ فوراً انہیں معزول کر دے۔ اور اگر اس معاملے میں مجلسِ امت کی رائے اُس ولایہ کی مجلسِ ولایہ کی رائے کے خلاف ہو تو اس صورت میں مجلسِ ولایہ کی رائے مقدم ہو گی۔

5: مجلسِ امت کے مسلمان اراکین کو خلافت کے امیدواروں کی کانٹ چھانٹ کرنے کا حق حاصل ہے، جن کے متعلق محکمۃ المظالم نے فیصلہ دے دیا ہو کہ وہ شروطِ انعقاد پر پورا اترتے ہیں۔ اس

معاملے میں مجلس کی رائے پر عمل کرنا لازم ہے اور مجلس کے کانٹ چھانٹ کردہ امیدواروں کے سوا کسی کا انتخاب درست نہ ہوگا۔

معاشرتی نظام

دفعہ نمبر112: بنیادی طور پر عورت ماں ہے اور گھر کی ذمہ دار ہے۔ وہ ایک ایسی آبرو (عصمت) ہے، جس کی حفاظت فرض ہے۔

دفعہ نمبر113: بنیادی اصول یہ ہے کہ مرد اور عورت الگ الگ ہوں اور وہ کسی ایسی ضرورت کے سوا اکٹھے نہیں ہو سکتے ہیں جس کی شریعت نے اجازت دی ہو اور جس (شرعی ضرورت) کے لیے اجتماع ناگزیر ہو، مثلاً تجارت کے لیے یا حج کے لیے۔

دفعہ نمبر114: عورت کے بھی وہی حقوق ہیں جو مرد کے ہیں اور عورت پر بھی وہی فرائض ہیں جو مرد پر ہیں، ماسوائے جو اسلام نے اس کے ساتھ خاص کیے ہیں۔ اسی طرح مرد کے بھی کچھ خاص فرائض ہیں جو شرعی دلائل سے ثابت ہیں۔ چنانچہ عورت کو تجارت، زراعت اور صنعت کا حق حاصل ہے۔ وہ عقود اور معاملات کی نگرانی کر سکتی ہے۔ اسے ہر قسم کی ملکیت کا بھی حق حاصل ہے۔ وہ اپنے اموال کو خود یا کسی کے ذریعے ترقی دے سکتی ہے۔ زندگی کے تمام معاملات (مسائل) کو خود براہِ راست نپٹا سکتی ہے۔

دفعہ نمبر115: سرکاری ملازمتوں پر عورت کا تقرر جائز ہے۔ محکمۃ المظالم کو چھوڑ کر عدلیہ کی باقی ذمہ داریاں سنبھالنا بھی اس کے لیے جائز ہے۔ عورت مجلسِ اُمت کے لیے اراکین منتخب کر سکتی ہے اور خود بھی اس کی رکن بن سکتی ہے۔ اسی طرح خلیفہ کے انتخاب اور اس کی بیعت میں بھی شریک ہو سکتی ہے۔

دفعہ نمبر116: عورت حکمران نہیں بن سکتی۔ چنانچہ وہ خلیفہ، محکمۃ المظالم کا قاضی، والی، عامل اور کوئی ایسا عہدہ قبول نہیں کر سکتی، جس پر حکمرانی کا اطلاق ہوتا ہو۔ اسی طرح عورت کے لیے قاضی القضاۃ بننا، محکمۃ المظالم کا قاضی بننا یا امیرِ جہاد بننا جائز نہیں۔

دفعہ نمبر117: عورت کی زندگی دو دائروں میں ہے: پبلک لائف اور پرائیویٹ لائف۔ چنانچہ پبلک لائف میں وہ عورتوں، محرم اور غیر محرم مردوں کے ساتھ زندگی گزارتی ہے۔ لیکن اس کی شرط یہ ہے کہ اس صورت میں اس کا چہرہ اور ہتھیلیوں کے سوا دوسرا کوئی عضو ظاہر نہ ہو، نہ اظہارِ زینت ہو اور نہ بے پردگی ہو۔ جبکہ پرائیویٹ لائف میں عورت کے لیے صرف عورتوں اور اپنے محارم کے ساتھ زندگی گزارنا جائز ہے۔ اس صورت میں اجنبی مردوں کے ساتھ رہنا جائز نہیں۔ زندگی گزارنے کی ان دونوں صورتوں میں وہ احکامِ شریعت کی پابند ہے۔

دفعہ نمبر118: عورت کے لیے غیر محرم کے ساتھ تنہائی میں موجود ہونا ممنوع ہے۔ اسی طرح غیروں کے سامنے اظہارِ زینت اور اپنے ستر کو کھولنا بھی ممنوع ہے۔

دفعہ نمبر119: مرد اور عورت دونوں کو ہر اس کام سے روکا جائے گا جو اخلاق کے لیے خطرناک ہو اور معاشرے کے فساد کا سبب ہو۔

دفعہ نمبر120: ازدواجی زندگی اطمینان کی زندگی ہونی چاہیے اور زوجین کے درمیان رفاقت ہونی چاہیے۔ شوہر کے عورت پر قوام ہونے کا مطلب عورت کی دیکھ بھال ہے، نہ کہ عورت پر حکمرانی کرنا۔ بیوی پر شوہر کی اطاعت فرض ہے۔ مرد پر بیوی کے لیے مثل معروف نان ونفقہ کا بندوبست کرنا بھی فرض ہے۔

دفعہ نمبر121: گھر کے کاموں میں میاں بیوی کو مکمل تعاون کرنا چاہیے۔ گھر سے باہر کے تمام کام خاوند کے ذمہ ہیں۔ گھر کے تمام اندرونی کام حسبِ استطاعت عورت کے اوپر ہیں۔ جن کاموں کو کرنے پر بیوی قادر نہ ہو تو ان کے لیے خادم مہیا کرنا خاوند کی ذمہ داری ہے۔

دفعہ نمبر122: چھوٹے بچوں کی پرورش عورت کا فرض بھی ہے اور اس کا حق بھی، خواہ عورت مسلم ہو یا غیر مسلم۔ جب تک بچے کی پرورش کی ضرورت ہے، یہ اس کی ذمہ داری ہے۔ جب بچے کو اس کی ضرورت نہ رہے تو دیکھا جائے گا کہ دودھ پلانے والی اور ولی دونوں مسلمان ہیں یا نہیں۔ اگر دونوں مسلمان ہوں تو چھوٹے بچے کو اختیار دیا جائے گا کہ وہ جس کے ساتھ رہنا چاہے، رہ سکتا ہے۔ چھوٹا بچہ خواہ لڑکی ہو یا لڑکا، اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اگر دودھ پلانے والی اور ولی میں سے کوئی ایک غیر مسلم ہو تو بچے کو اختیار نہیں ہوگا، بلکہ اُسے مسلمان کے حوالے کیا جائے گا۔

اقتصادی نظام

دفعہ نمبر123: اقتصادی پالیسی یہ ہے کہ ضروریات کو پورا کرتے وقت اس بات کو مد نظر رکھا جائے کہ کن اشیاء پر معاشرے کا دارومدار ہے۔ چنانچہ ضروریات کو پورا کرنے کے لیے اس چیز کو بنیاد بنایا جائے گا جس پر معاشرے کا دارومدار ہے۔

دفعہ نمبر124: (اصل) اقتصادی مسئلہ اموال اور منافع کو ریاست کے تمام افراد پر تقسیم کرنا اور عوام کو اس قابل بنانا ہے کہ وہ کوشش کر کے ان اموال سے فائدہ اٹھا سکیں۔

دفعہ نمبر125: تمام افراد کو فرداً فرداً تمام بنیادی ضروریات کو پورا کرنے کی ضمانت دینا لازمی ہے۔ اسی طرح اس بات کی بھی ضمانت دی جائے گی کہ ہر فرد ان ضروریات کو حاصل کر سکے جن کے ذریعے وہ اپنے معیار زندگی کو بہتر بنا سکے۔

دفعہ نمبر126: مال صرف اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے، اسی نے بنی نوع انسان کو مال میں اپنا جانشین بنایا ہے اور اسی عام جانشینی کی وجہ سے انسان کو ملکیت کا حق حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی نے فرد کو اس مال پر ملکیت کا اختیار (اجازت) دیا۔ چنانچہ اس اجازت کی وجہ سے انسان بالفعل مال کا مالک بن گیا۔

دفعہ نمبر127: ملکیت کی تین اقسام ہیں۔ انفرادی ملکیت، عوامی ملکیت، ریاستی ملکیت۔

دفعہ نمبر128: انفرادی ملکیت ایک شرعی حکم ہے۔ اس کا تعلق عین (اصل) یا منفعت سے ہے۔ اس ملکیت کا تقاضا ہے کہ صاحبِ مال کو مال سے یا مال کے عوض، فائدہ اٹھانے کا اختیار حاصل ہو۔

دفعہ نمبر129: عوامی ملکیت سے مراد یہ ہے کہ معاشرے کو مشترکہ طور پر عین (اصل) سے فائدہ اٹھانے کی شرعی اجازت ہے۔

دفعہ نمبر130: ہر وہ مال، جسے خرچ کرنا خلیفہ اور اس کے اجتہاد پر موقوف ہے، وہ ریاست کی ملکیت ہے، مثلاً ٹیکس، خراج اور جزیہ سے حاصل ہونے والے اموال۔

دفعہ نمبر131: انفرادی ملکیت، خواہ وہ اموالِ منقولہ ہوں یا غیر منقولہ، وہ ان پانچ شرعی اسباب سے حاصل کی جا سکتی ہے:

(1) عمل (کام)

(2) میراث

(3)جان بچانے کے لیے مال حاصل کرنا

(4)ریاست کی جانب سے اپنے اموال میں سے رعایا کو دینا

(5)وہ اموال، جنہیں افراد کسی مال کے بدلے یا جدوجہد کے بغیر حاصل کریں

دفعہ نمبر132: ملکیت میں تصرف شارع کی اجازت پر موقوف ہے۔ خواہ یہ تصرف مال کو خرچ کرنے سے متعلق ہو یا ملکیت میں اضافہ کرنے کے حوالے سے ہو۔ چنانچہ اسراف، نمود و نمائش، کنجوسی، سرمایہ دارانہ کمپنیاں، کوآپریٹو سوسائٹیز اور تمام خلافِ شرع معاملات ممنوع ہیں۔ اسی طرح سود، غبنِ فاحش، ٹھگی، ذخیرہ اندوزی اور جواء اور اس جیسے دیگر چیزیں سبھی ملکیت کے تصرف کے لیے ممنوع ہیں۔

دفعہ نمبر133: عشری زمین وہ ہے جہاں کے رہنے والے (مالک) اس زمین پر رہتے ہوئے ایمان لائیں، مثلاً جزیرہ عرب کی سرزمین۔ خراجی زمین، عرب کو چھوڑ کر ہر وہ زمین ہے، جو جنگ یا صلح کے ذریعے فتح کی گئی ہو۔ عشری زمین اور اس سے سے حاصل ہونے والی منفعت دونوں افراد کی ملکیت ہوتے ہیں۔ خراجی زمین ریاست کی ملکیت ہوتی ہے اور اس کا فائدہ افراد کی ملکیت ہوتا ہے۔ شرعی عقود کے تحت ہر فرد کو عشری زمین اور خراجی زمین کی منفعت تبدیل کرنے کا حق حاصل ہے۔ دوسرے اموال کی طرح یہ زمین بطورِ میراث بھی منتقل ہو گی۔

دفعہ نمبر134: بنجر زمین کی آبادکاری اور اس کی حد بندی کے ذریعے اس کا مالک بنا جاسکتا ہے۔ غیر بنجر زمین کی ملکیت صرف شرعی سبب یعنی میراث، خریداری اور کسی کی طرف سے ہبہ کرنے سے ہو گی۔

دفعہ نمبر135: زمین خواہ خراجی ہو یا عشری، اسے کرائے پر دینا ممنوع ہے۔ جس طرح کہ مزارعت (زمین کو ٹھیکے پر دینا) ممنوع ہے۔ البتہ مساقات مطلقاً جائز ہے۔

دفعہ نمبر136: ہر مالکِ زمین کو زمین سے فائدہ اٹھانے پر مجبور کیا جائے گا۔ زمین سے فائدہ اٹھانے کے لیے اسے کسی قسم کی امداد کی ضرورت ہو تو بیت المال سے ہر ممکن طریقے سے اس کی مدد کی جائے گی۔ ہر وہ شخص، جو زمین سے تین سال تک کوئی فائدہ اٹھائے بغیر اسے بیکار چھوڑے رکھے، تو یہ زمین اس سے لے کر کسی اور کو دے دی جائے گی۔

دفعہ نمبر137: تین طرح کی اشیاء عوامی ملکیت میں شامل ہیں:

(1) ہر وہ چیز جو جماعت کی ضرورت ہو، مثلاً شہر کے میدان۔

(2) ختم نہ ہونے والی معدنیات جیسے تیل کے کنوئیں۔

(3) وہ اشیاء جو طبعی طور پر افراد کے ساتھ مخصوص نہیں ہو سکتیں، مثلاً نہریں۔

دفعہ نمبر138: کارخانہ بحثیتِ کارخانہ انفرادی ملکیت ہوتا ہے۔ تاہم کارخانے کا وہی حکم ہے جو اس کی پیداوار کا ہے۔ چنانچہ کارخانے میں پیدا ہونے والی چیز انفرادی املاک میں سے ہو تو کارخانہ بھی انفرادی ملکیت میں ہو گا، مثلاً کپڑے کا کارخانہ۔ اگر کارخانے کی پیداوار ایسی شے ہو جو عوامی ملکیت کے زمرے میں آتی ہو تو کارخانہ بھی عوامی ملکیت ہو گا، جیسا کہ لوہے کا کارخانہ۔

دفعہ نمبر139: ریاست کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ انفرادی ملکیت کی کسی چیز کو عوامی ملکیت میں دے دے۔ کیونکہ عوامی ملکیت ہونا مال کی نوعیت پر منحصر ہے اور یہ مال کی صفت ہے، نہ کہ ریاست کی رائے۔

دفعہ نمبر140: امت کے ہر فرد کو عوامی ملکیت میں داخل ہر چیز سے فائدہ اٹھانے کا حق حاصل ہے۔ ریاست کے لیے کسی خاص فرد کو عوامی ملکیت کے املاک کا مالک بنانا یا صرف اُس شخص کو اس سے فائدہ اٹھانے کی اجازت دینا جائز نہیں۔

دفعہ نمبر141: ریاست کے لیے رعایا کے مفادات کے لیے بنجر زمین یا عوامی ملکیت میں داخل کسی چیز کو (لوگوں کے لیے) ممنوع قرار دینا جائز ہے۔

دفعہ نمبر142: مال کو جمع کر کے خزانہ بنانا ممنوع ہے، اگرچہ اس پر زکوٰۃ بھی کیوں نہ دی جائے۔

دفعہ نمبر143: مسلمانوں سے زکوٰۃ لی جائے گی۔ زکوٰۃ صرف اُن اموال پر لی جائے گی جن پر زکوٰۃ لینے کو شریعت نے متعین کر دیا ہے، مثلاً نقدی، تجارتی ساز وسامان، مویشی اور غلہ۔ جن اموال پر زکوٰۃ لینے کی کوئی شرعی دلیل نہ ہو، اُن پر زکوٰۃ نہیں لی جائے گی۔ زکوٰۃ ہر صاحبِ نصاب سے لی جائے گی، خواہ وہ مکلف ہو جیسا کہ عاقل بالغ انسان یا وہ غیر مکلف ہو، جیسا کہ بچہ اور مجنون۔ پھر اس زکوٰۃ کو بیت المال کی ایک خاص مد میں رکھا جائے گا۔ زکوٰۃ کو قرآن کریم میں وارد آٹھ اصناف میں سے کسی ایک یا ایک سے زائد اصناف کے علاوہ کہیں اور خرچ نہیں کیا جائے گا۔

دفعہ نمبر144: ذمیوں سے جزیہ لیا جائے گا اور جزیہ ذمیوں کے بالغ مردوں سے ان کی استطاعت کے مطابق لیا جائے گا۔ عورتوں اور بچوں سے جزیہ نہیں لیا جائے گا۔

دفعہ نمبر145: خراجی زمین پر خراج استطاعت کے مطابق لیا جائے گا اور عشری زمین کی پیداوار پر زکوٰۃ لی جائے گی۔

دفعہ نمبر146: مسلمانوں سے وہ ٹیکس وصول کیا جاتا ہے جس کی شرع نے اجازت دی ہو اور جتنا بیت المال کے اخراجات کو پورا کرنے کے لیے کافی ہو۔ شرط اس میں یہ ہے کہ یہ ٹیکس اس رقم پر وصول کیا جاتا ہے جو صاحبِ مال کے پاس معروف طریقہ کے مطابق اپنی ضروریات کو پورا کرنے کے بعد زائد ہو اور یہ ٹیکس ریاست کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے بھی کافی ہو۔

دفعہ نمبر147: وہ تمام اعمال، جن کی انجام دہی کو شریعت نے امت پر فرض قرار دیا ہے، اگر بیت المال میں ان اعمال (ذمہ داریوں) کو انجام دینے کے لیے مال نہ ہو تو یہ فرض امت کی طرف منتقل ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں ریاست کو اس امر کا حق حاصل ہے کہ وہ اس فرئضہ سے عہدہ برآ ہونے کے لیے امت پر ٹیکس لازم کر دے۔ لیکن جن امور کی ادائیگی کو شریعت نے امت پر فرض قرار نہیں دیا ہے، ان کے لیے ٹیکس وصول کرنا ریاست کے لیے جائز نہیں۔ چنانچہ ریاست کورٹ فیس یا دفتری فیس یا عدالتی ٹیکس یا اس نوعیت کا کوئی بھی ٹیکس نہیں لے سکتی۔

دفعہ نمبر148: ریاستی بجٹ کی اصناف دائمی نوعیت کی ہوتی ہیں، جنہیں احکامِ شرعیہ نے مقرر کر دیا ہے۔ اس کی مزید ذیلی مدات ہوتی ہیں جن میں سے ہر مد کے لیے رقوم مختص کی جاتی ہیں۔ بجٹ کی مقدار اور جن مدات کے لیے رقوم مختص کی جاتی ہیں، یہ سب خلیفہ کی رائے اور اجتہاد پر موقوف ہے۔

دفعہ نمبر149: بیت المال کی آمدن کے دائمی ذرائع یہ ہیں۔ مالِ فے، جزیہ، خراج، رکاز کا پانچواں حصہ اور زکوٰۃ۔ ان اموال کو ہمیشہ وصول کیا جائے گا۔ خواہ ان کی ضرورت ہو یا نہ ہو۔

دفعہ نمبر150: بیت المال کی دائمی آمدنی ریاست کے اخراجات کے لیے ناکافی ہونے کی صورت میں ریاست مسلمانوں سے ضرائب (ٹیکسز) وصول کرے گی اور یہ ٹیکسز ان مدات کے لیے اکٹھے کیے جائیں گے:

(ا) فقراء، مساکین، مسافر اور فرئضہ جہاد کی ادائیگی کے لیے اور بیت المال کے ذمے فرض اخراجات کو پورا کرنے کے لیے۔

(ب)اُن اخراجات کو پورا کرنے کے لیے، جنہیں پورا کرنا بیت المال کے ذمہ بطورِ بدل واجب ہے، مثلاً ملازمین کے اخراجات، فوجیوں کا راشن اور حکام کے معاوضے۔

(ج)اُن اخراجات کو پورا کرنا، جو بیت المال پر مفادِ عامہ کے لیے بغیر کسی بدل کے واجب ہیں، مثلاً نئی سڑکیں بنانا، زمین سے پانی نکالنا، مساجد، مدارس اور ہسپتال بنوانا۔

(د)اُن نقصانات کا تدارک کرنا، جو بیت المال پر واجب ہیں، مثلاً کوئی ہنگامی حالت، قحط، طوفان اور زلزلے۔

دفعہ نمبر151: وہ اموال بھی ذرائع آمدن میں شمار ہوتے ہیں جو ریاست کی سرحدوں پر کسٹم کے ذریعے حاصل ہوتے ہیں اور بیت المال میں جمع ہوتے ہیں۔ اس طرح عوامی ملکیت یا ریاستی ملکیت سے حاصل ہونے والے اموال اور وہ اموال جن کا کوئی وارث نہ ہونے کی وجہ سے انہیں بیت المال میں رکھا گیا ہو نیز مرتدین کا مال بھی ذرائع آمدن ہیں۔

دفعہ نمبر152: بیت المال کے اموال کو ان چھ اصناف میں تقسیم کیا جائے گا:

(1)وہ آٹھ اصناف جو اموالِ زکوٰۃ کے مستحق ہیں، اُن پر زکوٰۃ کی مد سے خرچ کیا جائے گا۔

(2) فقراء، مساکین، مسافر (ابنِ سبیل)، جہاد، مقروض (غارمین) پر خرچ کرنے کے لیے اموالِ زکوٰۃ میں سے کچھ مال موجود نہ ہو تو ان پر بیت المال کی دائمی نوعیت کی آمدنی کے ذرائع سے خرچ کیا جائے گا۔ لیکن اس میں بھی اگر کوئی مال نہ ہو تو قرض داروں (غارمین) پر کچھ خرچ نہیں کیا جائے گا۔ لیکن فقراء، مساکین، مسافر اور جہاد کی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے ٹیکس لگایا جائے گا اور اگر ٹیکس لگانے میں کسی خرابی کا اندیشہ ہو تو ٹیکس کی بجائے بطورِ قرض اموال حاصل کیے جائیں گے۔

(3) وہ اشخاص جو ریاست کے لیے خدمات سرانجام دے رہے ہیں، جیسے ملازمین، حکام اور فوج، ان پر بیت المال سے خرچ کیا جائے گا۔ لیکن جب بیت المال کا مال اس کے لیے کافی نہ ہو تو ٹیکس لگا کر ان کی ضروریات کو پورا کیا جائے گا اور اگر ٹیکس لگانے کی صورت میں کسی قسم کی خرابی کا خوف ہو تو اس مقصد کے لیے قرض لیے جائیں گے۔

(4) بنیادی مصالح (مفادات) اور ضروریات جیسے راستوں، مساجد، ہسپتالوں اور سکولوں پر بیت المال سے خرچ کیا جائے گا۔ لیکن جب بیت المال میں اتنا مال نہ ہو تو ٹیکس وصول کر کے ان پر خرچ کیا جائے گا۔

(5) اعلیٰ سہولیات اور ضروریات پر بیت المال سے خرچ کیا جائے گا۔ جب بیت المال میں ان پر خرچ کرنے کے لیے مال موجود نہ ہو تو ان پر کچھ خرچ نہیں کیا جائے گا۔ بلکہ انہیں ملتوی کیا جائے گا۔

(6) ہنگامی حالات مثلاً زلزلہ اور طوفان وغیرہ کی صورت میں بیت المال سے خرچ کیا جائے گا۔ بیت المال میں مال نہ ہونے کی صورت میں ان کے لیے فوراً قرض لیا جائے گا۔ پھر ٹیکس جمع کر کے اسے ادا کیا جائے گا۔

دفعہ نمبر 153: ریاست اپنے ہر شہری کے لیے روزگار کی ضمانت دے گی۔

دفعہ نمبر 154: افراد اور کمپنیوں کے ملازمین تمام فرائض اور حقوق کے لحاظ سے ریاست کے ملازمین کی طرح ہیں۔ جو بھی اُجرت پر کام کرتا ہے وہ ملازم ہے، خواہ عمل اور عامل (کام کرنے والے) کی نوعیت کچھ بھی ہو۔ چنانچہ جب اجیر (ملازم) اور مستاجر (کام کروانے والے) کے درمیان اجرت پر اختلاف ہو جائے

تو اجرتِ مثل کے مطابق فیصلہ کیا جائے گا۔ اگر اس (اجرت) کے علاوہ کسی اور چیز میں اختلاف ہو جائے تو اس کا فیصلہ احکامِ شریعت کے مطابق ملازمت کے معاہدے کے تحت ہو گا۔

دفعہ نمبر155: کام کے فائدے یا ملازم سے حاصل ہونے والے نفع کے لحاظ سے اجرت کو مقرر کرنا جائز ہے۔ ملازم کی معلومات یا اس کی علمی شہادت (اسناد) کے لحاظ سے اس کی اجرت مقرر نہیں کی جائے گی۔ ملازم کی تنخواہ میں کوئی سالانہ اضافہ نہیں ہو گا، بلکہ انہیں ان کے کام کی پوری اجرت دی جائے گی، جس کے وہ مستحق ہیں۔

دفعہ نمبر156: جس شخص کے پاس مال نہیں یا وہ کام نہیں کر سکتا اور نہ ہی اس کا کوئی ایسا رشتہ دار ہے جس پر اسے نفقہ دینا فرض ہو تو ریاست اسے نفقہ کی ضمانت دے گی۔ اس طرح عاجز و محتاج کو ٹھکانہ دینا بھی ریاست کی ذمہ داری ہے۔

دفعہ نمبر157: ریاست ایسی تدابیر اختیار کرتی ہے کہ مال رعایا کے درمیان گردش کرتا رہے اور صرف خاص طبقے کے درمیان ہی گردش میں نہ رہے۔

دفعہ نمبر158: ریاست رعایا کے ہر فرد کو اس قابل بنانے کی کوشش کرتی ہے کہ وہ اپنے لیے اعلیٰ معیارِ زندگی کی ضرورتوں کو پورا کر سکے۔ ریاست درجِ ذیل طریقے سے معاشرے میں توازن پیدا کرنے کی کوشش کرتی ہے، اور جس کا انحصار اموال کی دستیابی پر ہے:

(ا) بیت المال میں جو اموال ہوں، خواہ وہ منقولہ ہوں یا غیر منقولہ اور مالِ فے وغیرہ، ریاست ان میں سے رعایا کو عطا کرے گی۔

(ب) جن لوگوں کے پاس اتنی زمین نہ ہو جس سے ان کا گزارہ ہو سکے تو ریاست انہیں آباد زمین میں سے زمین دے گی۔ البتہ جن لوگوں کے پاس زمین تو ہے لیکن وہ اسے کاشت نہیں کرتے تو انہیں زمین نہیں دی جائے گی۔ جو لوگ زراعت نہیں کر سکتے انہیں مال دیا جائے گا۔

(ج) ایسے قرض دار، جو اپنا قرض چکانے سے عاجز ہوں، ریاست زکوٰۃ کے مال اور مالِ فے وغیرہ سے ان کا قرضہ چکائے گی۔

دفعہ نمبر159: ریاست زرعی امور اور زرعی پیداوار کی نگرانی اِس زرعی پالیسی کی ضرورت کی بنیاد پر کرے گی کہ زمین سے اس طرح فائدہ اٹھایا جائے کہ زمین کی پیداوار زیادہ سے زیادہ ہو۔

دفعہ نمبر160: ریاست صنعت سے متعلق تمام امور کی خود نگرانی کرتی ہے اور عوامی ملکیت میں داخل تمام مصنوعات کی دیکھ بھال بھی براہِ راست خود کرتی ہے۔

دفعہ نمبر161: بیرونی تجارت کا اعتبار تاجر کے ملک کے لحاظ سے ہوگا نہ کہ ساز و سامان کے لحاظ سے۔ چنانچہ حربی ملک کے تاجر کا ہمارے علاقوں میں تجارت کرنا ممنوع ہے، سوائے یہ کہ کسی خاص تاجر یا خاص مال کی تجارت کی اجازت دی گئی ہو۔ جن ممالک کے ساتھ ہمارے معاہدات ہیں تو ان کے تاجروں کے ساتھ ہمارے اور ان کے درمیان طے پانے والے معاہدے کی رو سے معاملہ کیا جائے گا۔ عوام میں سے جو تاجر ہوں گے انہیں اس چیز کو باہر لے جانے سے روکا جائے گا، جس کی ریاست کو ضرورت ہے یا جس سے دشمن کو فوجی، صنعتی یا اقتصادی قوت حاصل ہوتی ہو۔ البتہ انہیں اپنا مال ریاست میں لانے سے نہیں روکا جائے گا۔ ان احکامات سے وہ ملک مستثنیٰ ہوگا جس کے ساتھ ہم عملاً حالتِ جنگ میں ہیں، جیسا کہ اسرائیل، کیونکہ اس کے ساتھ تمام معاملات، خواہ وہ تجارتی ہوں یا کوئی اور اسے دارالحرب فعلاً سمجھتے ہوئے طے کیے جائیں گے۔

دفعہ نمبر162: رعایا کے تمام افراد کو زندگی کے مسائل سے متعلق ریسرچ لیبارٹریاں بنانے کا حق حاصل ہے اور خود ریاست کو بھی چاہیے کہ وہ اس قسم کی تجربہ گاہیں قائم کرے۔

دفعہ نمبر163: افراد کو ایسی تجربہ گاہوں کی ملکیت سے روکا جائے گا، جو ایسا مواد پیدا کریں جس کا افراد کی ملکیت میں ہونا امت یا ریاست کے لیے ضرر رساں ہو۔

دفعہ نمبر164: ریاست رعایا کے تمام افراد کو تمام طبّی سہولتیں مفت مہیا کرے گی، لیکن وہ ڈاکٹروں کو پرائیویٹ پریکٹس کرنے اور ادویات فروخت کرنے سے نہیں روکے گی۔

دفعہ نمبر165: غیر ملکی سرمائے کا استعمال اور غیر ملکی سرمایہ کاری ریاست میں ممنوع ہوگی، اس طرح کسی غیر ملکی کو کوئی امتیازی رعایت نہیں دی جائے گی۔

دفعہ نمبر166: ریاست اپنی ایک خاص کرنسی جاری کرے گی اور اسے کسی اجنبی کرنسی سے منسلک کرنا جائز نہیں ہوگا۔

دفعہ نمبر167: ریاست کی کرنسی سونا اور چاندی پر مشتمل ہوگی، خواہ اسے ڈھالا گیا ہو یا نہ ڈھالا گیا ہو۔ سونا اور چاندی کے علاوہ کسی اور چیز کو نقدی کی حیثیت حاصل نہیں ہوگی۔ ریاست کے لیے سونا اور چاندی کے بدل کے طور پر کوئی اور چیز جاری کرنا بھی جائز ہوگا۔ بشرطیکہ جو چیز جاری کی جائے اس کے مساوی اتنی مالیت کا سونا یا چاندی ریاست کی ملکیت میں موجود ہو۔ پس ریاست کے لیے جائز ہے کہ وہ پیتل، کانسی یا کاغذی نوٹ وغیرہ پر اپنے نام کا ٹھپہ لگا کر جاری کرے۔ بشرطیکہ اس کے پاس اتنی ہی مالیت کا سونا یا چاندی موجود ہو۔

دفعہ نمبر168: برابری کے اصول پر جس طرح داخلی طور پر نقدی کا تبادلہ جائز ہے، اسی طرح اسلامی ریاست اور دوسری ریاستوں کی کرنسیوں کے مابین تبادلہ بھی جائز ہوگا۔ اور اگر ان دونوں کرنسیوں کی جنس الگ الگ ہو تو اس صورت میں ان کے مابین کمی بیشی بھی جائز ہوگی۔ لیکن شرط یہ ہے کہ یہ معاملہ دست بدست ہو، ادھار کی بنیاد پر ایسا کرنا جائز نہیں۔ جب دونوں کرنسیاں مختلف ہوں تو بغیر کسی قید (شرط) کے کرنسیوں کے شرح تبادلہ میں کمی بیشی ہو سکتی ہے۔ عوام کا ہر فرد اندرونی یا بیرونی کرنسیوں کو خریدنا یا بیچنا چاہے تو اسے اجازت ہوگی۔ اس کے لیے کسی کرنسی کی اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہوگی۔

دفعہ نمبر169: بنک کھولنے کی مکمل ممانعت ہوگی اور صرف اسٹیٹ بنک موجود ہوگا۔ کوئی سودی لین دین نہ ہوگا اور اسٹیٹ بنک بیت المال کے محکموں میں سے ایک محکمہ ہوگا اور اسٹیٹ بنک احکام کے مطابق قرضے جاری کرے گا اور مالیاتی اور کرنسی کے معاملات میں سہولیات فراہم کرے گا۔

تعلیمی پالیسی

دفعہ نمبر170: تعلیمی پالیسی کا اسلامی عقیدے کی بنیاد پر استوار ہونا فرض ہے۔ چنانچہ تمام تدریسی مواد اور طریقہ ہائے تدریس کو اس طرح وضع کیا جائے گا کہ تعلیم میں اس بنیاد سے انحراف بالکل نہ ہو۔

دفعہ نمبر171: تعلیمی پالیسی کا مقصد اسلامی عقلیہ اور اسلامی نفسیہ کی تعمیر ہے۔ لہٰذا وہ تمام مواد، جس کی تدریس مقصود ہو، اسی بنیاد پر ہوگا۔

دفعہ نمبر172: تعلیم کا مقصد اسلامی شخصیت پیدا کرنا اور زندگی کے معاملات سے متعلق علوم و معارف سے لیس کرنا ہے۔ چنانچہ طریقۂ تعلیم کو اس طرح بنایا جائے گا کہ اس سے یہ مقصد حاصل ہو، اور ہر وہ طریقہ ممنوع ہو گا جو اس مقصد سے ہٹاتا ہو۔

دفعہ نمبر173: علومِ اسلامیہ اور علومِ عربیہ کے ہفتہ وار پیریڈ مقرر کرنا ضروری ہے۔ اس طرح وقت اور تعداد کے اعتبار سے دوسرے علوم کے لیے بھی پیریڈ مقرر کیے جائیں گے۔

دفعہ نمبر174: تعلیم میں تجرباتی علوم اور ان سے ملحق علوم مثلاً ریاضی اور ثقافتی علوم کے درمیان فرق کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ چنانچہ تجرباتی علوم اور اس سے ملحقہ علوم بقدرِ ضرورت پڑھائے جائیں گے۔ مراحلِ تعلیم میں کسی بھی مرحلہ میں ان کی پابندی لازمی نہیں ہونی چاہیے۔ جہاں تک ثقافتی معارف کا تعلق ہے تو انہیں اعلیٰ تعلیم سے متعین تعلیمی پالیسی کے مطابق ابتدائی مراحل میں اس طرح پڑھایا جائے گا کہ یہ اسلامی افکار و احکامات سے متناقض نہ ہوں۔ اعلیٰ تعلیمی مرحلہ کو فقط سائنس کے طور پر پڑھا جائے گا۔ اس میں بھی یہ شرط ہے کہ یہ تعلیمی پالیسی اور تعلیمی مقصد سے ہٹ کر بالکل نہ ہو۔

دفعہ نمبر175: تعلیم کے ہر مرحلہ میں اسلامی ثقافت کی تعلیم لازمی ہے۔ اعلیٰ مرحلہ میں مختلف اسلامی معارف کی فروعات مخصوص کی جائیں گی، جیسا کہ طب، انجینئرنگ، طبیعات وغیرہ کی تفصیلات مخصوص کی جاتی ہیں۔

دفعہ نمبر176: فنون اور صنعت کا ایک پہلو سائنسی ہے، جیسا کہ تجارتی فنون، جہاز رانی، زراعت وغیرہ۔ اس پہلو سے انہیں بغیر کسی قید و شرط کے حاصل کیا جائے گا اور ان کا ایک ثقافتی پہلو بھی ہے، جب یہ کسی خاص نقطۂ نظر سے متاثر ہوں جیسا کہ تصویر، سنگ تراشی وغیرہ۔ چنانچہ اگر یہ فنون اسلامی نقطۂ نظر کے مخالف ہوں تو انہیں حاصل نہیں کیا جائے گا۔

دفعہ نمبر177: منہجِ تعلیم ایک ہی ہوگا اور ریاست کے منہجِ تعلیم کے علاوہ کسی دوسرے منہج کی اجازت نہیں ہوگی۔ پرائیویٹ سکولوں کی اس وقت تک اجازت ہوگی جب تک کہ وہ ریاست کے تعلیمی منہج، اس کی تعلیمی پالیسی اور اس کے مقصد کی بنیاد پر قائم ہوں گے۔ یہ بھی شرط ہوگی کہ ان میں مخلوط تعلیم (لڑکوں اور لڑکیوں کا ایک ساتھ پڑھنا) کی ممانعت ہوگی۔ مرد وزن کا اختلاط، معلمین اور طلبا دونوں کے درمیان ممنوع ہوگا۔ مزید برآں یہ شرط بھی ہوگی کہ تعلیم کسی خاص گروہ، دین یا مذہب یا رنگ و نسل کے ساتھ مخصوص نہ ہو۔

دفعہ نمبر178: وہ تعلیم جو زندگی کے میدان میں ہر انسان مرد یا عورت کے لیے ضروری ہے، فرض ہوگی۔ چنانچہ پہلے دو مرحلوں میں تعلیم لازمی ہوگی اور یہ ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ مفت تعلیم کا بندوبست کرے۔ اعلیٰ تعلیم بھی ممکن حد تک مفت دینے کی کوشش کی جائے گی۔

دفعہ نمبر179: ریاست سکولوں اور جامعات کے علاوہ بھی لائبریریاں، تجربہ گاہیں اور معارف کے تمام وسائل مہیا کرے گی، تاکہ وہ لوگ، جو مختلف مباحث اور معارف، مثلاً فقہ، اصولِ فقہ، حدیث و تفسیر، طب، انجینئرنگ، کیمیا وغیرہ میں، اسی طرح ایجادات اور دریافتوں میں اپنی بحث و تحقیق کو جاری رکھنا چاہیں تو وہ اسے جاری رکھ سکیں۔ یوں امت کے پاس مجتہدین، موجدین اور اہل ندرت افراد کی ایک کثیر تعداد موجود ہوگی۔

دفعہ نمبر180: تعلیم کے تمام مراحل میں تالیف سے غلط فائدہ اٹھانا ممنوع ہوگا، کوئی بھی شخص خواہ وہ مؤلف ہو یا کوئی اور، جب کوئی کتاب مطبع کرے گا اور اس کو شائع کرے گا تو پھر نشرواشاعت کے جملہ حقوق محفوظ نہیں رکھ سکے گا۔ البتہ اگر اس کے پاس ایسے افکار ہوں جن کی اب تک نشرواشاعت نہیں

ہوئی تو اس کے لئے جائز ہے کہ وہ لوگوں کو یہ افکار دے کر اس کی اجرت لے، جیسا کہ وہ کسی شخص کو تعلیم دے کر اجرت لیتا ہے۔

خارجہ سیاست

دفعہ نمبر 181: سیاست امت کے اندرونی اور بیرونی معاملات کی دیکھ بھال کو کہتے ہیں۔ سیاست اُمت اور ریاست دونوں کی جانب سے ہوتی ہے۔ ریاست براہِ راست معاملات کی نگرانی کرتی ہے اور امت اس (کام) پر ریاست کا محاسبہ کرتی ہے۔

دفعہ نمبر 182: کسی فرد، حزب، گروہ یا جماعت کے لیے یہ جائز نہیں کہ اس کے کسی اجنبی ملک کے ساتھ کسی قسم کے تعلقات ہوں۔ دوسرے ممالک کے ساتھ تعلقات صرف ریاست کا کام ہے۔ کیونکہ صرف ریاست کو امت کے امور کی سرپرستی کا حق حاصل ہے۔ امت اور جماعتیں ان خارجی تعلقات کے بارے میں ریاست کا محاسبہ کر سکتی ہیں۔

دفعہ نمبر 183: کسی مقصد کا نیک ہونا اس کے ذریعے (وسیلے) کو نیک (جائز) نہیں بناتا (اَلْغَايَةُ لَا تُبَرِرُ الْوَاسِطَةَ) کیونکہ طریقہ، فکر کے ساتھ مربوط ہے۔ چنانچہ فرض یا مباح تک پہنچنے کے لیے حرام کو ذریعہ نہیں بنایا جاسکتا۔ پس وسیلے کی پالیسی طریقے کی پالیسی سے کبھی بھی متناقض نہیں ہونی چاہیے۔

دفعہ نمبر 184: سیاسی چال چلنا خارجی سیاست میں ایک ضروری امر ہے، اس کی قوت کا راز اس امر میں پوشیدہ ہے کہ اعمال (کاموں) کا اعلان کیا جائے اور اہداف (مقاصد) کو خفیہ رکھا جائے۔

دفعہ نمبر185: سیاست کے اہم ترین اسالیب یہ ہیں: ریاستوں کے جرائم کو بے نقاب کرنے کی جرأت، جھوٹی پالیسیوں کے خطرات کو بیان کرنا، خبیث سازشوں کو بے نقاب کرنااور گمراہ کن شخصیتوں کی حوصلہ شکنی کرنا۔

دفعہ نمبر186: افراد، امتوں اور ریاستوں کے معاملات کی نگہداشت کے دوران اسلامی افکار کی عظمت کو ظاہر کرنا، خارجہ سیاست کا اعلیٰ طریقہ ہے۔

دفعہ نمبر187: امت کا سیاسی قضیہ (موت وحیات کا مسئلہ) یہ ہے کہ اسلام اس امت کی ریاست کی قوت ہے، اور یہ کہ اسلامی احکامات کا بہترین طریقے سے نفاذ کیا جائے اور دنیا کے سامنے اسلامی دعوت کو پیہم طریقے سے پہنچایا جائے۔

دفعہ نمبر188: اسلامی دعوت کو پیش کرنا ہی خارجی سیاست کے لیے محور ومدار کی حیثیت رکھتا ہے۔ اسی بنیاد پر اسلامی ریاست کے تمام دوسری ریاستوں سے تعلقات قائم ہوں گے۔

دفعہ نمبر189: اسلامی ریاست کے دوسری ریاستوں کے ساتھ تعلقات ان چار پہلوؤں پر مشتمل ہوں گے:

(1) عالمِ اسلام میں قائم تمام مملکتیں گویا ایک علاقے (ملک) میں قائم ہیں۔ یہ خارجی تعلقات کے ضمن میں داخل نہیں ہوں گی اور ان کے ساتھ تعلقات کو خارجہ سیاست نہیں سمجھا جائے گا، بلکہ ان سب کو ایک ریاست کی صورت میں اکٹھا کرنے کے لیے کام کرنا فرض ہے۔

(2) وہ ریاستیں جن کے ساتھ ہمارے اقتصادی، تجارتی، ثقافتی یا اچھی ہمسائیگی کے معاہدات ہیں تو ان کے ساتھ معاملات کو معاہدات کے مطابق نپٹایا جائے گا۔ اگر معاہدہ اجازت دیتا ہو تو اس ریاست

کے لوگ شناخت کے ساتھ، بغیر پاسپورٹ کے اسلامی ریاست میں داخل ہو سکیں گے۔ لیکن شرط یہ ہو گی کہ وہ بھی ہمارے ساتھ یہ معاملہ کریں گے۔اس کے ساتھ اقتصادی اور تجارتی تعلقات محدود مدت اور مخصوص اشیاء کی بنیاد پر ہوں گے اور بشرطیکہ اس ریاست کی اشیاء کی اسلامی ریاست کو ضرورت ہو اور یہ کہ انہیں فروخت کی جانے والی اشیاء اُس ریاست کو مضبوط بنانے کا سبب نہ بنیں۔

(3) وہ ممالک، جن کے اور ہمارے درمیان کسی قسم کے معاہدات نہیں ہیں۔ اسی طرح استعماری ممالک، مثلاً برطانیہ، امریکہ، فرانس اور وہ ممالک، جو مسلمان ممالک پر اپنی نظریں جمائے بیٹھے ہیں، جیسا کہ روس، تو ان کے ساتھ حالتِ جنگ کا معاملہ کیا جائے گا۔ ان کے بارے میں مکمل احتیاط برتی جائے گی۔ ان کے ساتھ کسی قسم کے سفارتی تعلقات قائم کرنا درست نہیں۔ ان ممالک کے عوام ہماری ریاست میں اس وقت داخل ہو سکیں گے اگر ان کے پاس پاسپورٹ ہو، اور ہر فرد کو ہر سفر کے لیے مخصوص اجازت دی گئی ہو۔

(4) جو ممالک ہمارے ساتھ عملاً حالتِ جنگ میں ہیں جیسا کہ اسرائیل تو اس کے ساتھ تمام معاملات کو حالتِ جنگ کی بنیاد پر نپٹایا جائے گا۔ اس کے ساتھ ہمارا معاملہ عملی جنگ کا ہو گا، خواہ اس کے ساتھ عارضی جنگ بندی کا معاہدہ ہو یا نہ ہو، اور اس کے شہری ہمارے ملک میں داخل نہیں ہو سکتے۔

دفعہ نمبر190: فوجی معاہدات اور اس نوعیت کے دیگر معاہدات یا اس سے منسلک دیگر معاہدات مثلاً سیاسی معاہدات، اڈے اور ائرپورٹ وغیرہ کرایہ پر دینے کے معاہدات، سب ممنوع ہوں گے۔ البتہ اچھی ہمسائیگی، اقتصادی، تجارتی، مالیاتی، ثقافتی معاہدات یا عارضی جنگ بندی کے معاہدات کیے جا سکتے ہیں۔

دفعہ نمبر191: ریاست کے لیے ان تمام تنظیموں میں شرکت جائز نہیں ہو گی، جن کی بنیاد اسلامی نہیں یا جو اسلامی احکامات کو چھوڑ کر غیر اسلامی احکامات کی تطبیق کی بنیاد پر قائم ہیں، جیسا کہ بین الاقوامی

تنظیم ''اقوامِ متحدہ''، ''عالمی عدالتِ انصاف''، ''عالمی مالیاتی فنڈ''، ''عالمی بنک''،اسی طرح علاقائی تنظیمیں جیسا کہ عرب لیگ وغیرہ۔